جذباتِ برہان

نعتیہ کلام

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

مرتبہ

ڈاکٹر محمود احمد جبل پوری

جذباتِ برہان

نعتیہ کلام

حضرت برہان ملت عبدالباقی محمد برہان الحق رضوی سلامی جبل پوری علیہ الرحمہ

خلیفۂ مجاز

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ

مرتبہ

صاحبزادہ ڈاکٹر محمود احمد قادری رضوی سلامی جبل پوری

ناشر

مولانا محمد انوار احمد قادری رضوی سلامی

بی۔۱۸۳، بلاک این، نارتھ ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

کتاب ——— جذبات برہان

مصنّف ——— مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

مرتّب ——— ڈاکٹر محمود احمد رضوی سلامی

تعارف نگار ——— محمد رمضان عبدالعزیز قادری رضوی برہانی

تقدیم نگار ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

خطاطی ——— مرزا مبارک ، افتخار الٰہی ، گوھر رقم

مطبع ———

نظرِ ثانی ——— پروفیسر فیاض احمد خاں کاوشؔ

ناشر ——— مولانا انوار احمد قادری رضوی سلامی

طباعت ——— ۱۳۱۵ھ / ۱۹۹۴ء

اشاعت ——— اوّل

قیمت ——— ۷۰ روپے

معاونین ——— سیٹھ محمد ہارون ابنِ حاجی احمد بیرسٹر مرحوم
سیٹھ محمد زبیر نبیرۂ حاجی احمد بیرسٹر مرحوم
سیٹھ محمد عارف نبیرۂ حاجی احمد بیرسٹر مرحوم

ملنے کے پتے

۱۔ مولانا انوار احمد سلامی، بی۔۱/۸۳، این بلاک، نارتھ ناظم آباد، کراچی فون نمبر:۔ ۶۶۴۹۸۹۴

۲۔ سیٹھ محمد ہارون برہانی، باغِ کلثوم، ۳۰ دیہہ تھانہ، ٹپو، ملیر، کراچی فون نمبر:۔ ۴۵۶۰۵۲۹

۳۔ المختار پبلی کیشنز، جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی فون نمبر:۔ ۷۷۲۵۱۵۰

۴۔ مدنیہ پبلشنگ کمپنی، ایم۔ اے جناح روڈ، کراچی

۵۔ مکتبہ قادریہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

۶۔ مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بنامِ نامی

امامِ اہلسنّت، حکیم الاُمّت، مجدّدِ ملّت، ماحیِ شرک و بدعت، رہبرِ شریعت وطریقت، محقّقِ عصر، شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت، الحاج شاہ محمّد احمد رضا خاں قادری محدّث بریلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ؎

عاقبت برہان کی فیضِ رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

برہان

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

صلی اللہ علی النبی الاُمّیّ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً و

سلاما علیک یارسول اللہ

ذکرِ نفی واثبات ونعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

لا الہ الا اللہ، اٰمنا برسول اللہ

بحرِ سخاوت صلّی اللہ ۔۔۔ درجِ صداقت صلّی اللہ

ختمِ رسالت صلّی اللہ ۔۔۔ شمسِ ہدایت صلّی اللہ

لا الہ الا اللہ، اٰمنّا برسول اللہ

نورِ مجسّم صلی اللہ ۔۔۔ سیّدِ اکرم صلی اللہ

سرورِ اعظم صلی اللہ ۔۔۔ شاہِ دوعالم صلی اللہ

لا الہ الا اللہ، اٰمنّا برسول اللہ

دین کی نعمت تم سے ملی ۔۔۔ قبر میں راحت تم سے ملی

حشر میں شفقت تم سے ملی ۔۔۔ دولتِ جنّت تم سے ملی

لا الہ الا اللہ، اٰمنّا برسول اللہ

آپ سراپا رحمت ہیں ۔۔۔ آپ منزّلِ رحمت ہیں

آپ ہی بحرِ شفاعت ہیں   مالک جود و سخاوت ہیں

لا الہ الا اللہ ، امنا برسول اللہ

ہم ہیں گناہوں میں سرشار   وردِ زباں ہے یا غفّار
ہم ہیں آپ کے اے سرکار   کیجئے ہمارا بیڑا پار

لا الہ الا اللہ ، امنا برسول اللہ

مسلم کی ہستی معمور   مسلم کی پستی کردو دُور
مسلم کے ارماں بھرپور   مسلم کا دشمن ہو رنجور

لا الہ الا اللہ ، امنا برسول اللہ

دامن اپنا خالی ہے   احمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا والی ہے
ان کی رضا جب پالی ہے   عفو کی پھوٹی ڈالی ہے

لا الہ الا اللہ ، امنا برسول اللہ

عشق نبی میں متوالا   سایہ رضا کے دامن کا
برہاں حاضر ہے آقا   لطف و کرم ہو اے مولا

لا الہ الا اللہ ، امنا برسول اللہ

ہر ایک یہ کہتا ہے ہمارا ہے ہمارا

سرکارِ دو عالم شہہِ بطحا ہے ہمارا
مطلوبِ خدا سیّد والا ہے ہمارا

یُوں واجب و ممکن میں رقابت ہے نمایاں
ہر ایک یہ کہتا ہے ہمارا ہے ہمارا

محبُوبِ خدا آپ ہیں مَیں آپ کا بندہ
اللہ سے واللہ یہ رشتہ ہے ہمارا

کیوں اس مدادِ کُل سے نہوں طالبِ امداد
ماویٰ ہے ہمارا وہی ملجا ہے ہمارا

احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ سے رضا جو رہا برہان
یہ فیضِ رضا ہے کہ وہ مولا ہے ہمارا

کچھ مِل ہی رہے گا درِ اطہر پہ رضا کے
بیٹھو یہاں برہان وہ مولا ہے ہمارا



مصرع طرح

بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا

(مصرع طرح)

زباں پہ اس لیے صلِّ علیٰ بے اختیار آیا
کہ دل میں نام پاک سیّدِ عالی وقار آیا

جہاں میں جس گھڑی وہ رحمتِ پروردگار آیا
غریبی جی اُٹھی، لیجیے غریبوں کا وہ یار آیا

سلاطیں سربسجدہ ہوں گے جس کے آستانے پر
دو عالم کا وہ ملجا اور ماویٰ شہریار آیا

نہ میں دوزخ سے خائف ہوں نہ میں خواہاں ہوں جنّت کا
مجھے تو مل گیا سب کچھ جب آقا کا دیار آیا

فدا لاکھوں خرد ایسے جنونِ ہوش پرور پر
ادب سے سربسجدہ ہو گیا جب کوئے یار آیا

جہنّم کی تپش سے سینۂ گستاخ بریاں ہے
یہ اُس کو یارسول اللہ سُنتے ہی بخار آیا

جو اپنی معصیت کی لذّتوں میں مست و غافل تھا
کھُلی اُس وقت آنکھیں جس گھڑی روزِ شمار آیا

سرِ محشر عجب ہنگامۂ نفسی بپا دیکھا
تلاشِ یار میں ہر اک نفس باحالِ زار آیا

سِوا اُن کے کِسے جُرأت ہے یا اللہ کہنے کی
جو آیا یارسول اللہ کی کرتا پکار آیا

پریشاں تھا کہ زیرِ عرش سجدہ میں نظر آئے
بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا

وہ مشکیں عنبریں گیسو رُخِ انور کے وہ جلوے
انھی کے واسطے واللّیل آیا والنّھار آیا

مِری قسمت بھی کھُل جائے جو وہ محشر میں فرمادیں
کہ یہ بُرہان رضوی ایک میرا جانثار آیا



معراجِ محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم

انوار کا نزول ہے، آسماں سے کیا؟
محبُوب کا عُروج ہے، کون ومکاں سے کیا؟

حاضر ہوئے ہیں رُوحِ امیں چھت کو توڑ کر

پردے تمام کھول دیئے، درمیاں سے کیا؟

در پر بُراق، چشم برہ، جبریئل ساتھ
وہ عرض کر رہے ہیں شہہ دوجہاں سے کیا؟

شاہِ زمن کو یاد کیا کردگار نے
کھلتے ہیں راز سرورِ عالی مکاں سے کیا؟

لے کر براق، چشمِ زدن میں ہَوا ہوا
حیراں ہے وہم، کوئی گیا ہے یہاں سے کیا؟

اقصیٰ میں انبیاء کی جماعت ہے منتظر
اظہار تہنیت ہے، کسی میہماں سے کیا؟

صف بستہ ہیں ملائکہ اور ہل رہے ہیں لب
ذکر دُرود کرتے ہیں اپنی زباں سے کیا؟

کیوں اس درجہ آج جو عرش محوِ سرور ہے
شوقِ لقائے سیّدِ کون و مکاں سے کیا؟

آج استواءِ عرش کی تفسیر مل گئی
اب بھی تُو معترض نہ ہلے گا گماں سے کیا؟

فرمایا جبرئیل، جو سدرہ پہ رُک گئے
"ہوتے ہیں آپ ہم سے جُدا اب یہاں سے کیا؟"

قصرِ دنیٰ کے راز میں چون و چگوں کہاں!
محبُوب خود محب، خبر آئے وہاں سے کیا؟

این و متیٰ میں عقل و خرد کی گزر نہیں
دیکھو حضور لاتے ہیں اب لامکاں سے کیا؟

محبوب نے محب کو سب ہی کچھ بتا دیا
رہتا ہے کوئی راز نہاں، رازداں سے کیا؟

بُرہاںؔ انکشاف یہ اَوْحیٰ سے ہو گیا
مخفی ہے اب بھی کچھ شہہِ کون و مکاں سے کیا؟

(یومِ عیدِ معراج رجب شریف ۱۳۷۱ھ)

مقصدِ معراج

(۳۱ ربیع النور ۱۳۹۵ھ)

نبی کے نور سے عالم کو جگمگانا تھا
نبی کی ذات کو عرشِ استوا بنانا تھا
مکان سے جو انہیں لامکاں بلانا تھا
دکھائی شان تھی معراج اک بہانا تھا

نبی کے جلوۂ قدرت ہیں یہ مکین و مکاں
نبی کے سایۂ رحمت ہیں یہ زمین و زماں
یہ آسمان یہ شمس و قمر یہ سارا جہاں
سبھی نے اُن کی اطاعت کا حکم مانا تھا

قدم حرم سے اُٹھا بیتِ قدس میں پہنچا
عجیب لطفِ تقرب تھا، قاب قوسین کا
خطاب کر کے الیٰ عبدہٖ فاوحیٰ کا
عظیم رفعتِ محبوبِ حق دکھانا تھا

حبیبِ حق پہ ہوئی اسریٰ بعبدہٖ نازل
یہی وہ عبد ہیں کہ ہے جن کی عبدیت کامل

صفاتِ حق کے خلائق میں مظہر و حامل

اُنھی کو خلق کا مختارِ کُل بنانا تھا

رضائے احمدِ مُرسل، رضا خدا کی ہے

عطا حبیب کے ہاتھوں، عطا خدا کی ہے

اطاعت اُن کی ہی بس بندگی خدا کی ہے

مطاعِ خلق محمّد کا آستانا تھا

وضو، براق، امامت رُسُل کی اقصیٰ میں

عروجِ سبعِ سمٰوات عرش و سدرہ میں

ندائے اُدن میں قوسین اور فاوحیٰ میں

بس ایک چشم زدن میں یہ آنا جانا تھا

خدا کے بعد ہے سب سے بزرگ اُن کی شان

تمام مُلکِ خدا مُلکِ شاہِ کون و مکاں

اَنَا وَاَنتَ سے واضح یہی ہوا برہاں

دکھانی شان تھی معراج اِک بہانا تھا

بادب جذباتِ بُرہان

(ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ)

در مدح نقشۂ نعلِ پاک شہِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم

اے نقشۂ نعلِ پاک نبی، یہ تیری وجاہت کیا کہنا!
جس نعل کی تُو تصویر بنا، اُس نعل کی عزّت کیا کہنا!

جن پیارے پیارے قدموں کی، پاپوش بنی پابوس رہی
ٹھنڈی ہوں مری آنکھیں جس سے، اُس نعل کی صورت کیا کہنا!

وہ بھی تھے جنہوں نے خدمت کی، اُس نعلِ پاک محمد کی

اُن روشن قسمت والوں کا، یہ تاجِ سعادت کیا کہنا!

ہے ناز ہمیں بھی قسمت پر، گو نعل نہیں تصویر تو ہے
کافی ہے عقیدت مندوں کو، یہ پیاری نسبت کیا کہنا!

اقصیٰ سے سما، سدرہ سے دنیٰ، پھر عید پہ انعامِ فاوحیٰ
جن قدموں کو ہو یہ سیر عطا، اُن قدموں کی رفعت کیا کہنا!

جن قدموں نے عرش کو زینت دی، اُن قدموں کی اس نے حفاظت کی
سو جان سے میں صدقے جاؤں، اس نعل کی قسمت کیا کہنا!

جن آنکھوں نے دیکھا آقا کو، جن ہونٹوں نے چُوما قدموں کو
اُن آنکھوں کی قسمت کیا کہنا، اُن ہونٹوں کی لذّت کیا کہنا!

نعلین پہ قرباں ہو جاؤں، میں اُن کا غُبار کہاں پاؤں
اے کحلِ بصارت کیا کہنا! اے نُورِ بصیر کیا کہنا!

ہو دفع بلا، مرضوں کو شفا اور فتح و نصُرت بر اعدا
یہ اُس کا اثر، یہ فیض اُس کا، یہ اُس کی برکت کیا کہنا!

زیرِ کفِ پا نعلین رہیں، شاہوں کے سروں کی تاج بنیں
تصویر اُس نعل کی میرے لیے، ہے زیب و زینت کیا کہنا!

مُرشد نے جو نقشہ پیش کیا، اُس نعل مُبارک کا بُرہاں
لا ریب سند سے ثابت ہے پھر اُس کی صداقت کیا کہنا!

سینے سے لگا، آنکھوں میں بسا، سر پر اسے رکھ کر، مانگ دُعا
ہاں! اُس کے توسل سے بر ہاں کھُل جائیگی قسمت کیا کہنا!ا

ا۔ یہ نعت مبارک در مدح نقشہ نعل پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک استفتاء نعل پاک سے متعلق کیا گیا تھا، جس کا جواب ایک رسالہ کی صورت میں دیا گیا ہے۔

اسی دوران جذبات و عقیدت و محبت کی فراوانی کا یہ نعت مبارک ایک شاہکار ہے۔ (رمضان سلامی)

آدمی کو بھی میسّر نہیں اِنساں ہونا

ہر مسلمان کو لازم ہے مسلماں ہونا — جانِ اسلام ہے سرکار پہ ایماں ہونا

پیروی جس کی بنا دیتی ہے محبوبِ خدا — اُن کا ہر کام میں بس تابع فرماں ہونا

آپ ہی سے تو ہوئی آدمیّت کی تکمیل — شرف انساں کا ہے وابستہ داماں ہونا

سرورِ دین کی غلامی نہ ہو جب تک حاصل — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا

اُن کے ہی نور سے پیدا ہے جہاں پھر اُن سے — غیر ممکن ہے کسی چیز کا پنہاں ہونا

راستہ صدق و سعادت کا بتا دیتا ہے — دل میں اخلاصِ نیت، ہاتھ میں قرآں ہونا

یاد دل میں رہے اور اسمِ مبارک لب پر — منزلِ قبر کا مشکل نہیں آساں ہونا

یا نبی کہتے رہو پُل سے گزرتے جاؤ — رَبِّ سَلِّم کی صدا ہے، نہ پریشاں ہونا

زندگی، موت، سبھی وقت وہ کام آئیں گے — ان سے پھر کر نہ کہیں حشر میں حیراں ہونا

ہے شفاعت پہ نظر گرچہ گنہگار ہیں ہم — عاصیو تم نہ کبھی اس سے ہراساں ہونا

ہوتی ہے مظہرِ اخلاص، ہر اک قربانی — یہ دلِ صدق و رضا، صبر بداماں ہونا

عید قرباں یہ سبق دیتی ہے قربانی کا — حکم اللہ پہ یوں شوق سے قرباں ہونا

روضۂ پاک کے سائے میں ہو جو موت نصیب — روح کا دیکھنا پھر ذوق سے فرحاں ہونا

سر پہ برہان کے ہے سایۂ فیضانِ رضا — ان کی رحمت ہے ترا صاحبِ عرفاں ہونا

جسمِ بے جان کے بھی جان میں جان آ جائے ہو جھلکتا رُخِ پُر نور سے شاداں ہونا

معصیت کیش خطا کار یہ برہاں ہی سہی

وہ تمہارا ہے اسے عفو کا ساماں ہونا[1]

(۳، ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ / ۲۴ جولائی ۱۹۵۵ء)



[1] یہ پوری نعت شریف مسوّدات سے نقل کی گئی ہے۔ (رمضان سلامی)

عظمت و شان رفعت مکان حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم

کلام اللہ شاہد ہے نبی کی شانِ رفعت پر
مدارِ عالمِ امکان ہے بس اُن کی رحمت پر

خدا کا فضل چاہے تو وسیلہ لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
خدا کا فضل مِلتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت پر

محبت گر خدا کی ہے تو بن بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
رضا اللہ کی ہے، منحصر ان کی محبت پر

کیا شق چاند کو، سُورج کو پلٹا، نخل پاس آیا
گواہی برملا دی سنگ ریزوں نے نبوّت پر

اثر صدیق پر ہونے نہ پایا زہرِ افعیٰ کا
نثار ایسے لعابِ دہن کی معجز کرامت پر

چلائے اُنگلیوں سے آبِ رحمت کے وہ فوارے
سبیلیں کھول دیں تشنہ صحابہ کی جماعت پر

یہ سُبحٰنَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ اشارہ ہے
فضیلت آپ ہی کو ہے رسُولوں کی امامت پر

چلے اقصٰی سے ہفت افلاک و عرش و سدرہ جا پہنچے

دنیٰ تا لامکاں حیرت زدہ ہیں ان کی عزّت پر

یہاں مستانِ غفلت، خوب محوِ خوابِ غفلت ہیں

وہاں رحمت کی بارش تھی گنہگارانِ اُمّت پر

علومِ اوّلین و آخریں سے بھر دیئے دامن

کھلیں کیا راز محبوب و محب مستانِ غفلت پر

تمہاری شانِ محبوبی دکھا دی دونوں عالم کو

شبِ اسریٰ تمہیں پہنچا دیا معراجِ عظمت پر

سُنا اسریٰ کا سارا واقعہ بوجہل نے لیکن

نہیں مائل ہُوا ناری کا دِل بیّن شہادت پر

خبر اسریٰ کی سُنتے ہی کہیں صدیق امنّا

یہ ہونا چاہیئے ایمان حضرت کی صداقت پر

کھلے اعجاز دیکھے معترف تھے عجز کے لیکن

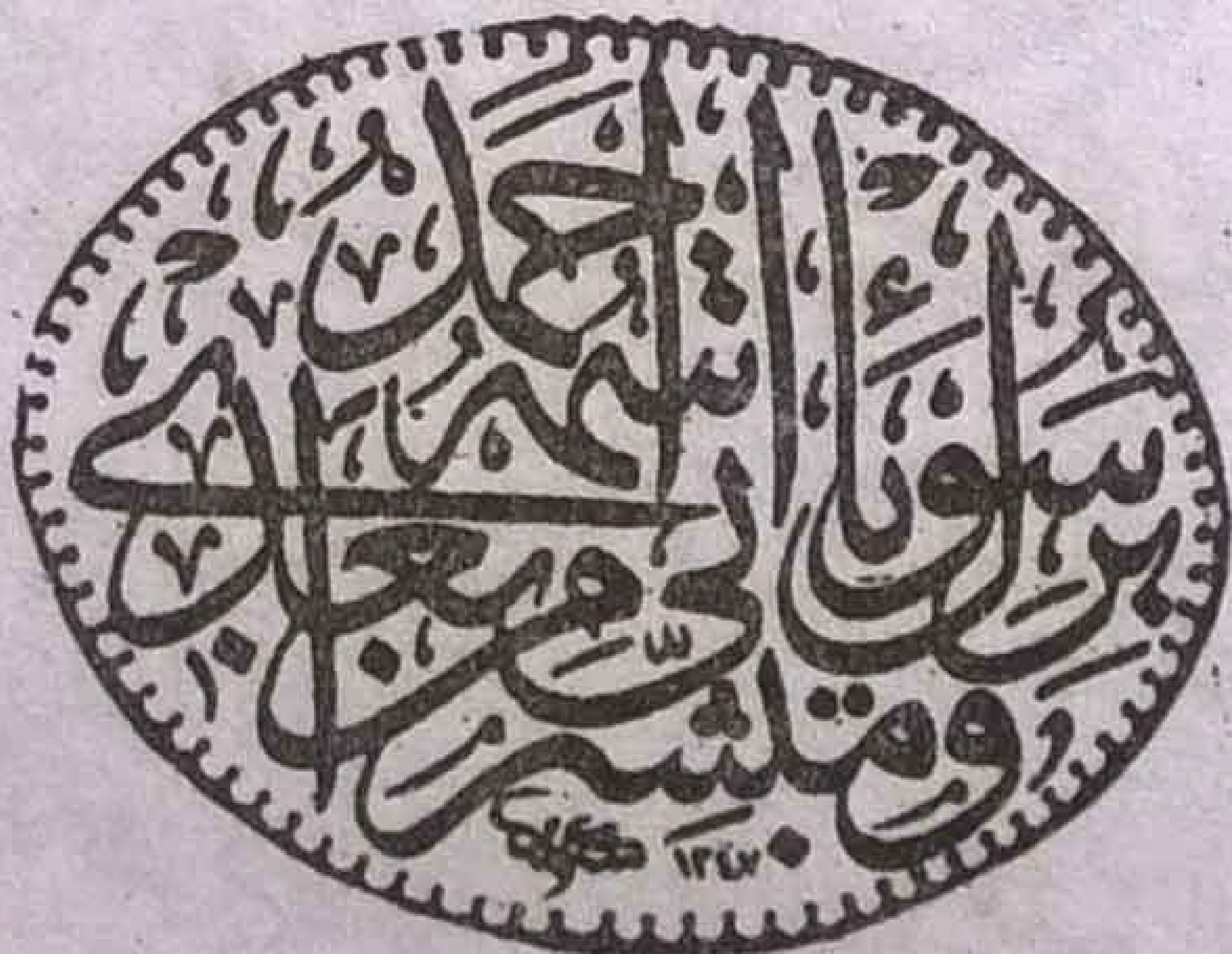
شقی ایماں نہ لائے حیف ہے ان کی شقاوت پر

چلے تھے قتل کرنے ہو گئے قُربان قدموں پر
سعادت خود بھی نازاں ہے عُمر کی اس سعادت پر

گنہگاروں کی بن آئی کہ وقتِ مغفرت آیا
ہوئے ہیں جلوہ فرما اب وہ کرسیٔ شفاعت پر

خدا سے جو بھی مانگو گے انہی کے در سے پاؤ گے
بھروسہ سُنّیوں کو ہے فقط ان کی اعانت پر

رضا اللہ کی برہان احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں ہے
مدارِ طاعتِ رب ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر



"ایک سے سو دیئے جلیں سب کی چمک الگ الگ"

نُورِ حضُور سے بنے، اَرض و فلک الگ الگ
جنّ و بشر جُدا جُدا، حُور و مَلک الگ الگ

اصل انھی کی ذات ہے، جملہ بنی طفیل ہیں
ایک سے سَو دیئے جلیں، سب کی چمک الگ الگ

شمس و قمر کی یہ جلا، عقل و بصر میں یہ ضیاء
سب میں وہ ایک نُور ہے سب کی جھلک الگ الگ

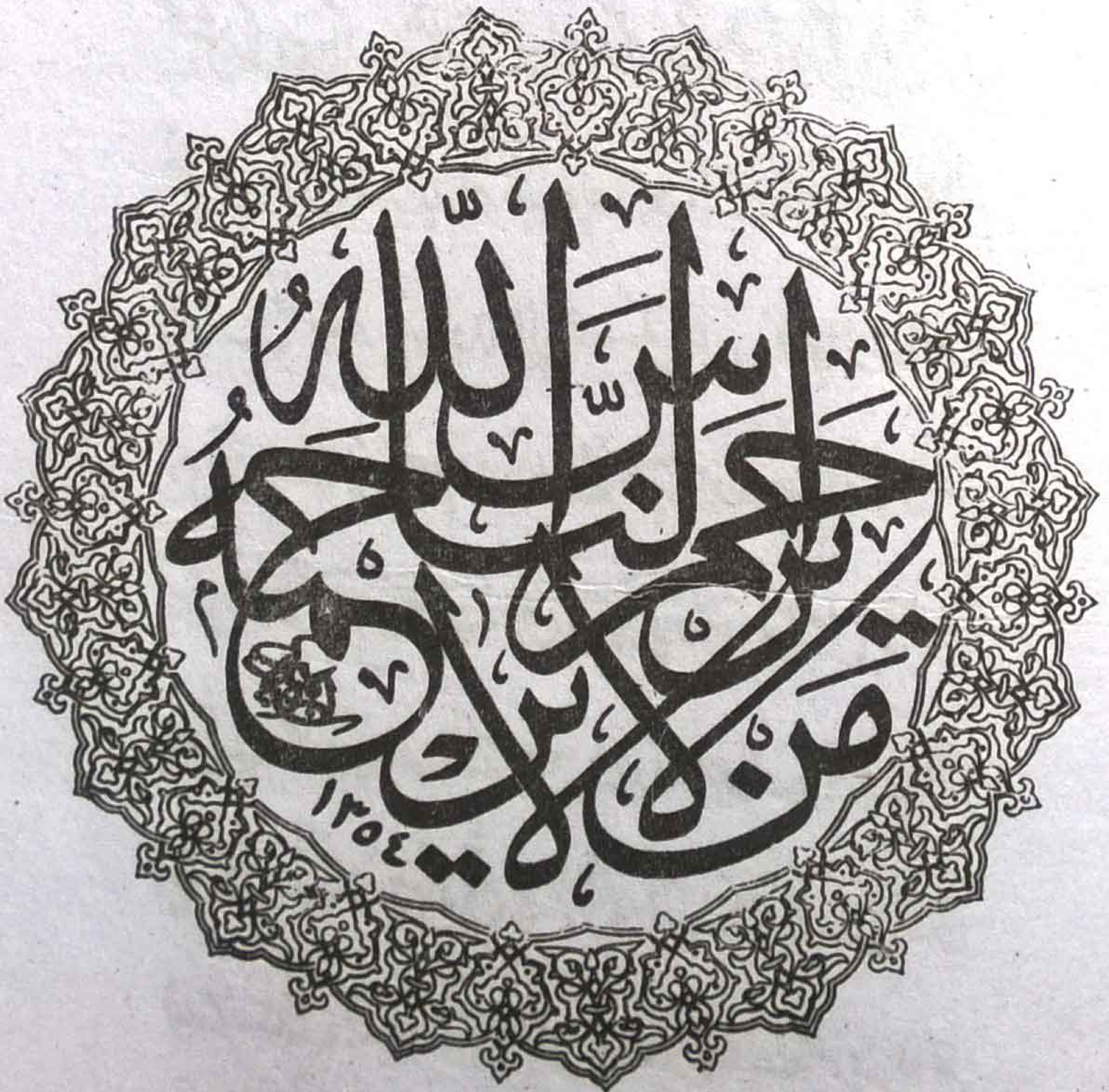
باغِ جہاں کی ہر کلی، اُن کے ہی فیض سے کِھلی
رنگ ہر ایک کا ہے جُدا، سب کی مہک الگ الگ

ممکن و مظہرِ وجوب، حادث و پرتوِ قدم
چاروں ہی رنگ ایک میں جیسے دھنک الگ الگ

فوقِ کمالِ عبدیّت، تحت ظِلالِ حقیّت
رہتی ہے آنکھ درمیاں، دونوں پلک الگ الگ

فرشِ زمیں پہ کیوں رہے عرشِ بریں پہ کیوں گئے
چاندنی اُن کے فیض کی، جائے چمک الگ الگ

نائبِ غوث و مصطفیٰ، عبد سلام اور رضا
بُرہاں تو اختیار کر، دونوں جھلک الگ الگ



اے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

تم سیدِ کونین، شہہِ ہر دو سرا ہو، اے سرورِ عالم
طالب ہو خدا کے، تمھیں مطلوبِ خدا ہو، اے سرورِ عالم

تم منعمِ کل، لطف و کرم عام تمھارا، انعام تمھارا
تم سیدِ کل، فخرِ رسل، شاہِ ھدیٰ ہو، اے سرورِ عالم

گلشن کی ہر اک شاخ میں، ہر برگ و شجر میں، ہر گل میں، ثمر میں
تم حسنِ ازل، نورِ ابد، رنگِ بقا ہو، اے سرورِ عالم

انگشتِ تحیر تہہ دندانِ حکیماں، اعجاز نمایاں

ہو نور سے پُر جسم نہ سائے کا پتا ہو، اے سرورِ عالم

سرکار بھلا کب یہ طلب دل کی ہو پوری، حاصل ہو حضوری
ہو آپ کا دربارِ مقدس، یہ گدا ہو، اے سرورِ عالم

بیمارئ دل کو ہے ترقی پہ ترقی، اب کیا کرے کوئی
خدمت میں بلا لو کہ تمھی اس کی دوا ہو، اے سرورِ عالم

برہان کو کب شعر و سخن کا ہے سلیقہ، صدقہ ہے رضا کا
پھر لطف کہ ہر شعر محبت سے بھرا ہو، اے سرورِ عالم

یہ رحمت ہے کہ بے تابانہ آئیں گے قیامت میں

سُنیں گے وہ، بپا ہے شورِ دار و گیر امت میں
یہ رحمت ہے کہ بے تابانہ آئیں گے قیامت میں

اماں جو عاصیوں کو مل گئی دامانِ رحمت میں
یہ جرأت ہے کہ بے باکانہ جائیں گے قیامت میں

وہ واحدُ لاشریکَ لہٗ، ہے یکتا اپنی وحدت میں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفٰے کو کر دیا، یکتا نبوّت میں

وہاں تھا لَن ترانی، رَبِّ اَرِنِیْ کی تمنا پر
نہ تھی تابِ تجلّی حضرت موسٰی علیہ السلام کی قسمت میں

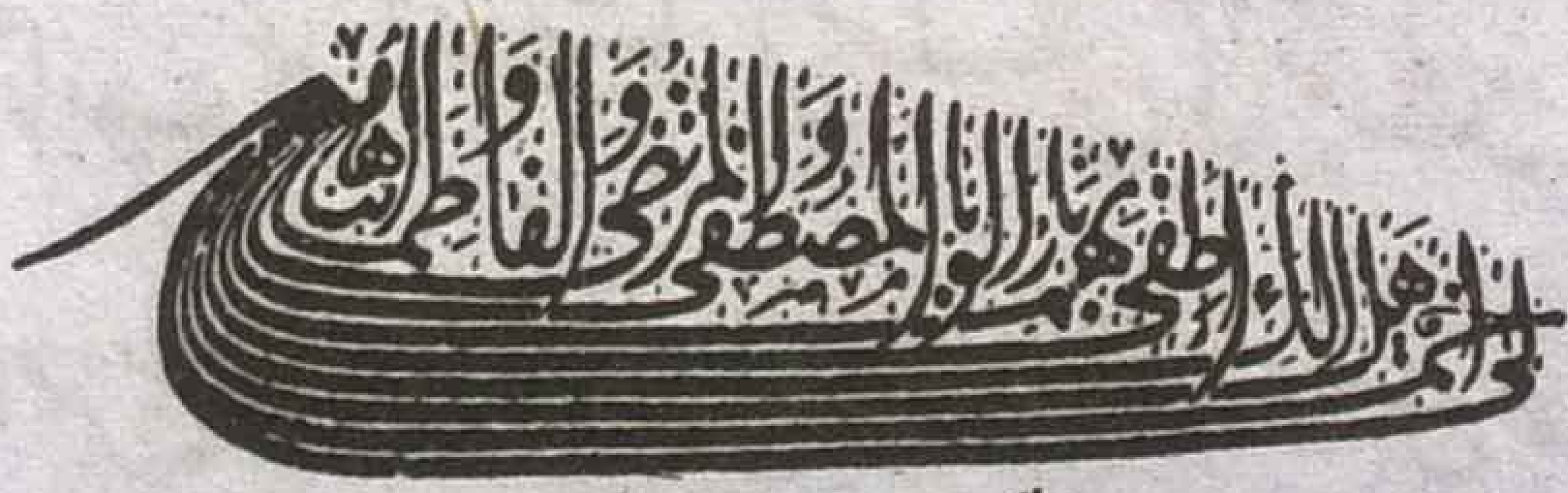
شبِ اسریٰ تقاضا اُدنُ یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تھا
کہ محبوبِ خدا بڑھ کر ہیں سب سے اپنی رفعت میں

عمل، محبوب کو راضی کرے جو، وہ محبت ہے
کہ نافرمانیٔ محبوب خامی ہے محبت میں

نرا ایمان کا دعویٰ تو لاحاصل ہے مومن کا
دلیل ایمان کی خود کو مٹا دینا ہے اُلفت میں

کہیں مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ سے تنبیہ فرمائی
نہیں کوئی شریک اس ذاتِ اقدس کا شفاعت میں
وہ ربِّ العٰلمیں کے، رحمت للعالمیں ہوکر
بتایا ئیں ہوں جس کا رب وہ سب ہے اُن کی رحمت میں
وسیلہ ہم کو ایسا مل گیا برہانؔ محشر میں
یہ ہمّت ہے کہ بے باکانہ جائیں گے قیامت میں

(جمادی الاخری ۱۳۷۱ھ)



۱؎ یہ مصرعہ طرح سیدی مرشدی حضرت عید الاسلام مولانا شاہ محمد عبد السلام علیہ الرحمۃ السلام کے عرس چہلم پر نعتیہ مشاعرہ میں دیا گیا تھا، جس پر سرکار برہان ملّت و اُمت برکاتہم العالیہ نے یہ ہدیۂ نعت شریف پیش فرمایا۔ (رمضان سلامی)

ہے ایسی کون نعمت جو نہیں اس آستانے میں

ہُوا نورِ نبوّت جلوہ گر ایسے زمانے میں
کہ ظلمت کُفر کی چھائی ہوئی تھی ہر گھرانے میں
موحّد کوئی بھی اللہ اکبر کہہ نہ سکتا تھا
ہر اِک مشرک فنا تھا لات و عزّیٰ کے منانے میں
ہوئی شمعِ رسالت جب منوّر نورِ وحدت سے
ضیاء ایمان کی جا پہنچی ہر اِک کُفر خانے میں
جہاں کا ذرّہ ذرّہ گونج اُٹھا اللہ اکبر سے

وہ پھیلی روشنی توحید کی سارے زمانے میں
نہ بھٹکو در بدر اس سایۂ رحمت میں آجاؤ
ہے ایسی کون نعمت جو نہیں اس آستانے میں
انھی کے پرتوِ انوار وحدت اور رحمت سے
تامّل کیا؟ تجلی گاہ، دل اپنا بنانے میں
ثبات و استقامت ہی ہے سرمایہ سعادت کا
یہی ہے بے بہا گوہر، محبت کے خزانے میں

شریعت پر استقامت، مقصد اپنی زندگی کا ہو
یہی برہاںؔ ہے اک مرحلہ آنے میں، جانے میں



۱؎ یہ نعت پاک بھی سرکار کے ابتدائی کلام سے متعلق ہے۔ اس پر محمد عثمان وفا مرحوم صدر ریاز ارنے تضمین کی۔ اسی تضمین سے نقل کی گئی۔ رمضان سلامی

ۓ جس قدم کا عرش پامال خرام ناز ہو ؎

اُلفتِ سرکار کا جس دل میں پنہاں راز ہو
بے اثر اس پہ ہے سب کچھ، سوز ہو یا ساز ہو

حشر کی ہیبت سے دل جس وقت ہوں گے چاک چاک
اُس کو کیا خطرہ ہو، جس کا آپ سا دم ساز ہو

شمس کو پھیرا، قمر کو شق اشارے سے کیا
اُس کے مَیں قربان جس اُنگلی کا یہ اعجاز ہو!

ہوں نہ کیوں سات آسمان و لامکاں اس پر نثار
"جس قدم کا عرش پامالِ خرام ناز ہو"

"عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ" سے واضح کر دیا
رازِ قدرت کے مِرے مولا تم ہی ہم راز ہو

صورتِ انسان میں، اللہ کے نُورِ مبین
کیا نظر آئے اُسے جس کی نظر نا ساز ہو

اُن کے نائب انبیاء، رُوح الامیں اُن کے سفیر
کیوں نہ ہوں سب کا وسیلہ، جن کا یہ اعزاز ہو

سجدۂ اوّل میں محشر کی قیادت کی عطا
اُس کا یہ انجام خوش ہے جس کا یہ آغاز ہو
عظمتِ سرکار کو سمجھے نگہ ایمان کی
اور برہانؔ کی طرح چشمِ بصیرت باز ہو

(جمادی الآخر سنہ ۱۱ھ)



۱؎ یہ مصرعِ طرح عرس سیدنا و مرشدنا حضرت عید الاسلام مولانا شاہ محمد عبد السلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس چہلم میں دیا گیا، جس پر یہ نعت شریف ہدیۂ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کی گئی۔ رمضان سلامی

بجز محبوبِ رب ہم کو محبت غیر کی کیوں ہو

ؔ بجز محبوبِ رب ہم کو محبت غیر کی کیوں ہو
جب اُن کے ہو چکے پھر ہم کو حاجت غیر کی کیوں ہو؟
ہم اُن کے وہ ہمارے، روزِ محشر سلطنت اُن کی
جو اُن کا ہے وہ اپنا ہے، تو جنّت غیر کی کیوں ہو؟
جنھیں حاصل ہُوا اعزاز، کُنتُم خَیرَ اُمَّت کا
ہدایت کے لیے اُن کی سماجت غیر سے کیوں ہو؟
زمانہ سارا پل رہا ہے جب اُن کے صدقے میں
تو اَب اُن کے سوا برہاؔن کو نسبت غیر کی کیوں ہو؟



ؔ یہ نعت شریف سرکار برہان ملّت وامّت برکاتہم العالیہ کے مسودات سے نقل کی گئی اور سرکار کا ابتدائی کلام ہے۔

رمضان سلامی

کرم ہے تمہارا عنایت تمہاری

کرم ہے، تمہارا عنایت تمہاری
دو عالم پہ بالا ہے اُمّت تمہاری

شہیدؔ علی النّاس اُمّت تمہاری
والکِن کفانا شہادت تمہاری

نہ پایا کسی نے نہ پائے گا کوئی

یہ رُتبہ تمہارا یہ عزّت تمہاری

اسے پھر جہنّم سے کیا ہو علاقہ
ہے جس دل میں سرکار اُلفت تمہاری

سبھی چاہتے ہیں وسیلہ تمہارا
بھلا کس کو چھوڑے شفاعت تمہاری!

اُنھیں بے کسی میں جس نے پکارا
بڑھی، کھولے آغوش رحمت تمہاری

عنایت تو اعدا پہ بھی ہو رہی ہے
غلاموں کو کیا چھوڑے رافت تمہاری!

اگرچہ معاصی میں سرشار ہیں ہم

مگر ہے تو آخر شفاعت تمہاری

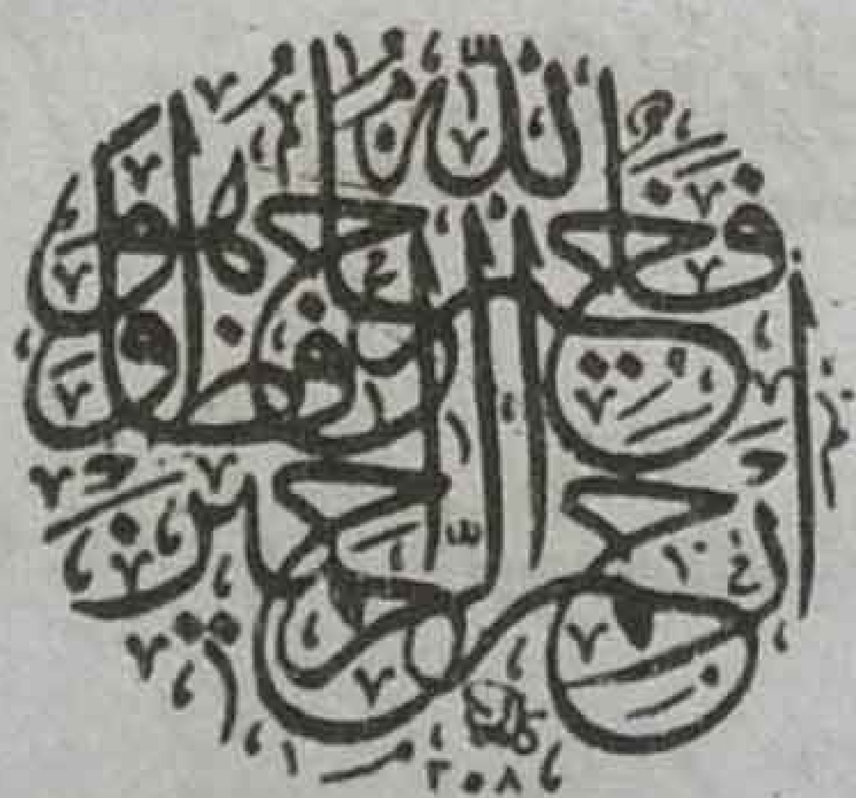
کرو خادمِ شرع برہاںؔ کو اپنے

کہ خدمت خدا کی ہے خدمت تمہاری

طریقہ کرو اپنے آباء کا روشن

اسی میں ہے برہاںؔ عزت تمہاری

(مطبوعہ الرضا جلد ۱ نمبر ۵۹۴ ربیع الاخر و جمادی الاولی ۳۸ھ)



ف یہ نعت شریف ماہانہ رسالہ "نوربہار" جو زیر ادارت منشی نورالدین صاحب عثمانی جبلپور سے شائع ہوتا تھا، ۱۹۲۹ء میں بھی شائع ہوئی ہے۔ رمضان سلامی

ہو میری آنکھ سوئے پیمبر لگی ہوئی

فرقت کی آگ ہے مرے دل پر لگی ہوئی
کیوں کر دکھاؤں تمھیں، اندر لگی ہوئی

تم کو عطا ہوئے ہیں علومِ ازل ابد
تم جانتے ہو کیا ہے اور کیوں کر لگی ہوئی

کوئی چلے بہشت میں، دوزخ میں کوئی جائے

ہو میری آنکھ سوئے پیمبر لگی ہوئی

فرماتے ہوں گے اُمّتِ عاصی سے بار بار
"دوڑو سبیل ہے، لبِ کوثر لگی ہوئی"

اے دل اگر زیارتِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو
بُجھ جائے پھر تو سینے کے اندر لگی ہوئی

پیارے، ترے عُلُوِّ مراتب کی تیز دھار
برچھی وہابیوں کے جگر پر لگی ہوئی

برہانؔ تھام دامنِ احمد رضا کو تُو
ہے اس کی ڈور سوئے پیمبر لگی ہوئی

۱۸ گیسوئے ہستی پریشاں کل بھی تھا اور آج بھی

روضۂ اطہر کا ارماں کل بھی تھا اور آج بھی
عاصیو! بخشش کا ساماں، کل بھی تھا اور آج بھی

مثل میثاق ربوبیّت ازل سے تا ابد
عظمتِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیماں، کل بھی تھا اور آج بھی

ابتداء عالم کی جس کے نورِ اقدس سے ہُوئی
نُورِ پاک ان کا درخشاں، کل بھی تھا اور آج بھی

رحمت للعالمیں فرما کے واضح کر دیا
سارا عالم زیرِ فرماں، کل بھی تھا اور آج بھی

ظلِّ انوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیائیں واہ واہ!
ذرّہ ذرّہ جن سے تاباں، کل بھی تھا اور آج بھی

کہہ کے مَنَّ اللہ ہم پر نعمتیں کر دیں تمام
دائمی اکرام منّاں، کل بھی تھا اور آج بھی

دینِ مرتضی، حُبِّ حق، فتح و شفاعت یوم حشر
رحمتِ عالم کا احساں، کل بھی تھا اور آج بھی

یادِ رب کے اور ذکرِ رب کے ساتھ، اُن کا ذکر بھی
مومنوں کا عین ایماں، کل بھی تھا اور آج بھی

دیکھ لی معراج میں، قدرت بشر کی دیکھ لی
ہر مسلماں اُس پہ نازاں، کل بھی تھا اور آج بھی

فرض ہر طاعت، عبادت، ذکر میں، اُن کا ادب
آشکارا اور پنہاں، کل بھی تھا اور آج بھی

حشر میں ہم اُن کے دامانِ شفاعت میں مگن
اُن کا مُنکر سخت حیراں، کل بھی تھا اور آج بھی

اُن کی عظمت، اُن کی ہیبت، اور جلالت کے سبب
لرزہ بر اندام شیطاں، کل بھی تھا اور آج بھی

دشمنانِ دین کی مشاطگی کو دیکھ کر
گیسوئے ہستی پریشاں، کل بھی تھا اور آج بھی

سایہ گستر ایک دریوزہ سگِ دربار پر
دامنِ احمد رضا خاں، کل بھی تھا اور آج بھی

غوث اعظم ، حضرت احمد رضا خاں اور ضیاء[2]

ان سب کا خوشہ چین، برہاں کل بھی تھا اور آج بھی



[1] دھنباد سے ایک مشاعرہ کے لئے مصرعہ طرح موصول ہونے پر نعت شریف تحریر فرمائی

[2] ضیا۔ حضرت عید السلام مولنا شاہ محمد عبد السلام علیہ رحمتہ السلام قادری رضوی جبلپوری

والد ماجد حضرت برہان ملت دامت برکاتہم العالیہ رمضان سلامی

عرش پر کُرسی ملی جس کو خدا کے سامنے

کیسی عظمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کے سامنے
ہیچ ہیں سب عظمتیں خیرالوریٰ کے سامنے

اِک خدا کا نُور تھا اور کُن کے فرمانے کے بعد
پرتوِ نورِ خدا تھا بس خُدا کے سامنے

نور اگلوں کے جو چمکے وہ چمک کر رہ گئے
مطلعِ انوارِ حق، شمس الضحیٰ کے سامنے

طُور پر موسیٰ گرے لائے تجلّی کی نہ تاب
اور محبوبِ خدا خود ہیں خدا کے سامنے

نوح و ابراہیم و عیسیٰ دے چکے سب کو جواب
اب چلے ہیں شافعِ روزِ جزا کے سامنے

حشر کے دن نفسی نفسی کہہ رہا ہے ہر نبی
رحمتہ للعالمین ہیں کبریا کے سامنے

کیا قلم تعریف لکھ سکتا ہے اس کی لَوح پر
عرش پر کُرسی ملی جس کو خُدا کے سامنے

آفتابِ روزِ محشر کا ہمیں کیا خوف ہو
سایۂ دامانِ محبوبِ خدا کے سامنے

بابِ خیبر ایک تنکے کی طرح سے اُڑ گیا
حضرتِ خیبر شکن، شیرِ خدا کے سامنے

غوثِ اعظم کو دیا وہ مرتبہ اللہ نے
اولیاء ہیں سرنگوں غوث الوریٰ کے سامنے

سر پہ ہے بارِ گنہ حاضر ہیں پیشِ ذوالجلال
ہے ندامت کے سوا کیا غمزدہ کے سامنے

زندگی اپنی تو سب نذرِ معاصی ہو گئی
اب رکھا کیا ہے جو لے جائیں خدا کے سامنے

عاقبت برہاںؔ کی فیضِ رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

(رجب شریف ۱۳۷۰ھ/اپریل ۱۹۵۱ء)

لہ حسبِ فرمائش عزیز طریقت انسپکٹر عبد الرحیم خان صاحب بھوتا تال جبلپور

تیری گلی کا منگتا بے نان رہ نہ جائے (مصرع طرح)

آقا تمھاری ذات کا دھیان رہ نہ جائے

مدّت کا ایک دل میں ارمان رہ نہ جائے

ہو کر ترے بھکاری کیوں جائیں غیر کے دَر

اَوروں کا ہم پہ کوئی احسان رہ نہ جائے

ہے دعوتِ شفاعت محشر میں عاصیوں کو

محروم اس سے کوئی مہمان رہ نہ جائے

بحرِ کرم سے آقا سارے گناہ دھو دو

ہم عاصیوں پہ داغِ عصیاں رہ نہ جائے

سرکار حشر میں جب بخشائیں عاصیوں کو

رکھنا خیال اتنا برہاؔن رہ نہ جائے

برہاں کھڑا ہے در پر دامن رضا کا تھامے

تیری گلی کا منگتا بے نان رہ نہ جائے



تہنیت عیدِ ولادت

وہ سرکارِ عالی وقار آرہا ہے
شہنشاہِ ذی اقتدار آرہا ہے

جو باعث ہے تخلیقِ اَرض و سما کا
وہ محبوبِ پروردگار آرہا ہے

ہے جس کی اطاعت خدا کی اطاعت
وہ آقائے با اختیار آرہا ہے

لباسِ بشر میں وہ نُورِ مجسّم
بصد شانِ عزّ و وقار آرہا ہے

بشیر و نذیر و امینِ دو عالم
شہِ دین بصد افتخار آرہا ہے

زمین و فلک جس کے زیرِ نگیں ہیں
خدائی کا وہ تاج دار آرہا ہے

غریبی مسرّت سے اِترا رہی ہے
غریبی کا والی دیار آرہا ہے

چمکنے لگے ہیں یتیموں کے چہرے

یتیمی کا اِک غم گسار آرہا ہے

ہر اک ذرّے نے جس کی تعظیم کی ہے

وہ سلطان عظمت مدار آرہا ہے

اُٹھیں اُس کی تعظیم کو اہلِ سُنت

ہدایت کا اِک شاہکار آرہا ہے

صلاۃ وسلام اُس کی خدمت میں ہر آں

جو محبُوبِ پروردگار آرہا ہے

(۱۲؍ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ چہار شنبہ)



نبی کا دیا سب خدا کا دیا ہے (مصرع طرح)

ترا نورِ عالم میں جلوہ نما ہے
اسی سے زمین و فلک منجلا ہے
نجوم و کواکب میں شمس و قمر میں
اُسی کی تجلّی، اُسی کی ضیائ ہے
نبی اپنی اُمّت کے سردار تھے سب
ہمارا نبی سیّدالانبیاء ہے

رِسالت رَسُولوں کی تھی ایک حدتک
ہمارے نبی کی رسالت سِوا ہے
نبی ہوتے آئے یکے بعد دیگر
ہمارا نبی خاتم الانبیاء ہے
ہم ہی ایک کیا سارا عالم ہے اُن کا
خدُا کے وہ ہیں اور اُن کا خدُا ہے
بھلا، بھل رہا ہے، ملے گا اُن ہی سے
نبی کا دیا، سب خدُا کا دیا ہے

چلے سیرِ سبع سمٰوات کر لی
گئے عرش تک، کون اُس جا گیا ہے؟
وَاَوحیٰ فَاَوحیٰ فَقَدْ جَاءَ رَجْعاً
فقط ایک ہی آن میں سب ہُوا ہے
وَرُوحیٰ رِیَاحُ الصَّبَا عِنْدَ رَوْضٍ
فَقَدْ لِیْ لِمَنْ فِیْهِ جلوہ نما ہے
وَاَنْتَ عَزِیْزٌ حَرِیْصٌ عَلَیْنَا
رَؤُوْفٌ رَحِیْمٌ کَرِیْمٌ عطا ہے
ترے نام پر ہند میں جی رہے ہیں
مگر دل مدینے میں اپنا پڑا ہے

مئے کو جِلا، مار، اپنا بنا کر
کہ برہان کا کون تیرے سوا ہے



تم لاکھ بشر اپنے کو کہو کچھ اور گمانِ عالم ہے (مصرع طرح)

اے سرو گلستانِ عالم، لاریب تو جانِ عالم ہے
اے بزمِ حقیقت کے دُولہا تجھ سے ہی شانِ عالم ہے

جب آپ نہ تھے عالم بھی نہ تھا، خالق اِک کنزِ مخفی تھا
جب آپ آئے عالم پیدا ہُوا! تو نورِ ظہورِ عالم ہے

اے شاہِ زمیں اے شاہِ زماں اے باعثِ خلقِ کون و مکاں
کس چیز پہ تیرا حکم نہیں تُو شاہِ شہانِ عالم ہے

اے مرکز نقطۂ نونِ کن، تجھ سے ہے محیط کون و مکاں
رحمت کے خطوطِ واصل سے پیوستہ کمانِ عالم ہے

اے مظہرِ اوّل سرِّ خفی، اے منبعِ اخفٰی، تُو ہُدیٰ
ہے تُو ہی پنہاں اور تُو ہی عیاں، تجھ سے ہی تو شانِ عالم ہے

ناموسِ خدائے واحد نے، توحید کا ڈنکا پیٹ دیا
کعبہ کے بُتوں کے گرنے سے غوغائے بُتانِ عالم ہے

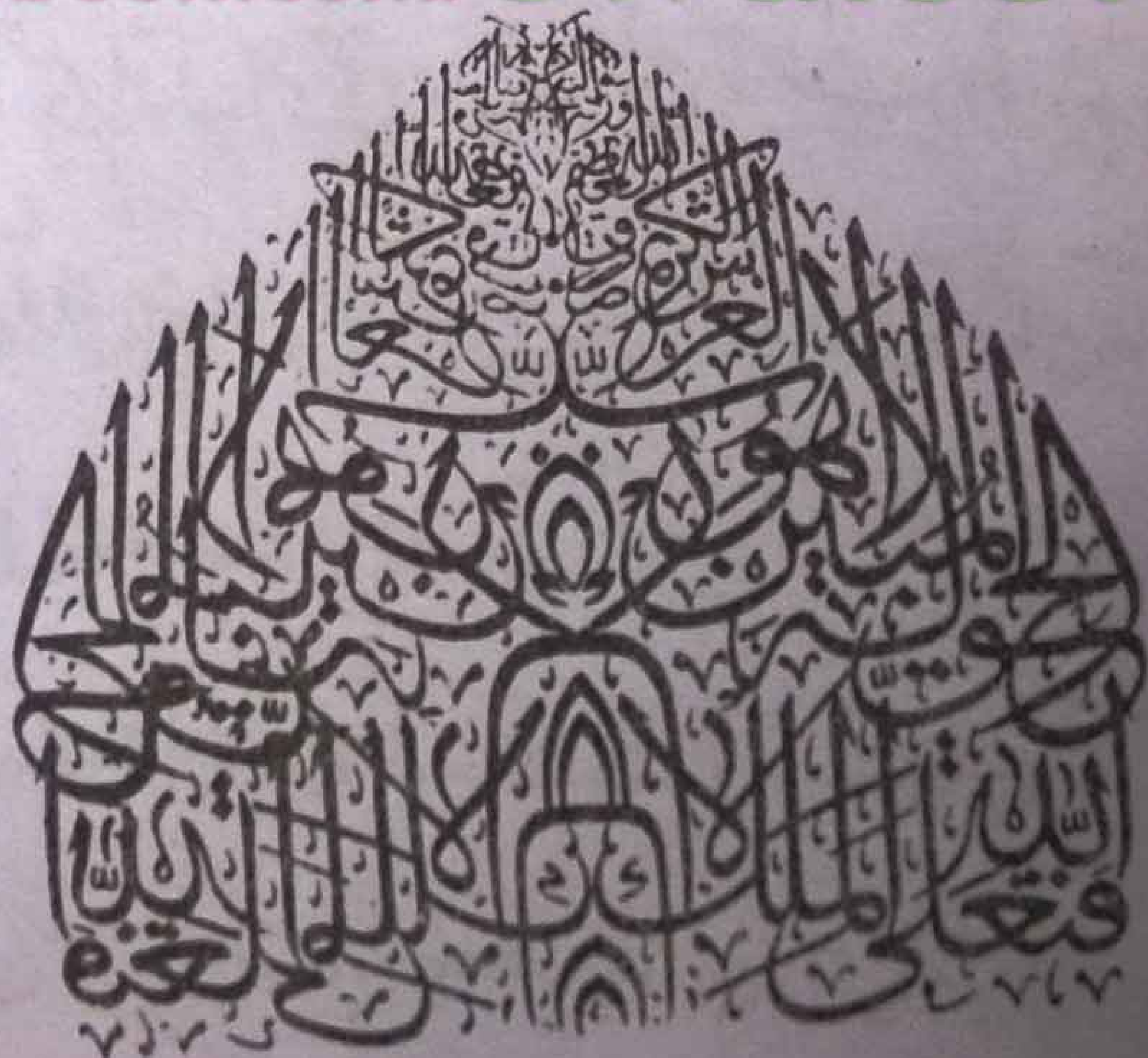
بُستانِ عرب، بُستانِ عجم، بُستانِ زمیں بُستانِ زمن
ریحان و بہارِ ہر بستاں، تو جانِ جہانِ عالم ہے

انساں میں مافوق الفطرت دیکھی نہ کبھی ایسی قدرت
تم لاکھ بشر اپنے کو کہو، کچھ اور گمان عالم ہے

بندوں پہ نہ ہو کیوں لطف و عطا، دشمن بھی تو صدقہ پاتا ہے
مسلم کو بچالے خطروں سے، تو امن و امانِ عالم ہے

ہیں گنگ زبانیں، عقلیں گم، ہیبت سے جلالِ مالک کے
اے دیو کے بندے دیکھ ذرا، کون آج زبانِ عالم ہے

وہ آنِ خدا، وہ آنِ خدم، وہ آنِ جہاں، وہ آنِ کرم
برہان کی آن و عزت ہے، وہ ذات جو آنِ عالم ہے



(مصرعِ طرح) نورِ باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہیئے

سعیِ قربِ حق میں گر فوزاً عظیماً چاہیئے
اتباعِ سیّدِ اکرم، یقیناً چاہیئے

کلمہ گوئی تو فقط اِسلام کو کافی نہیں
حُبِّ احمد صلی اللہ علیہ وسلم دل سے قولاً اور فعلاً چاہیئے

تجھ کو اے زاہد مُبارک قصرِ جنّت کا خیال
بس ہمیں سرکار کے سائے میں مسکن چاہیئے

آرزوئے اَحسَنُ اللّٰہُ لَہٗ رِزقاً تُو ہے
جذبۂ اخلاص بھی. بروجہِ احسن چاہیئے

یوں تو ہر اِک تن، تن آسانی کا جویا ہے مگر
راہِ مولا میں جو کام آجائے، وہ تن چاہیئے

اُلفتِ سرکار کا دعویٰ تو کرتے ہیں سبھی
کردے سب قربان وہ صدّیق کا من چاہیئے

دولتِ دنیا کبھی دُنیا ہی میں بے کار ہے
قبر میں اور حشر میں کام آئے وہ دھن چاہیئے

جس کو دیکھو حشر کی شدّت سے بچنے کے لیے[1]
کہہ رہا ہے اُن کی رحمت اُن کا دامن چاہیئے

سایۂ دامانِ رحمت یُوں تو مل سکتا نہیں
سُنّیت کا خوب گہرا رنگ و روغن چاہیئے

ہے جہنّم "ذاتَ لَھَبٍ" کی صدا "ھَل مِن مّزِید"
اُس کو ایندھن کے لئے حضرت کا دشمن چاہیئے

شانِ عظمت تیرہ چشموں کو نہ آئے گی نظر
نُورِ باطن دیکھنے کو قلبِ روشن چاہیئے

گر تجلّیِ رضائے نُورِ حق کی ہے طلب
بس رضائے مصطفےٰ کا طور ایمن چاہیئے

صورتِ انسان میں اللہ کے نُور مبیں
آپ کے دامن میں برہاںؔ کو نشیمن چاہیئے

---

[1] یہ نعت پاک کچھوچھہ مقدسہ کے عرس شریف کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ کے لئے مذکورہ بالا مصرعۂ طرح کے ساتھ حضور سیدی محدّث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف سے دعوت نامہ آنے پر طبیع آزمائی کے ارشاد پر کہی گئی۔ رمضان سلامی

(مصرعِ طرح) کعبہ بھی اسی کا کعبہ ہے جو وقفِ مدینہ ہو جائے

سرکارِ کرم، آقائے نعم جو آپ کا بندہ ہو جائے
دُنیا کے جو بندہ پرور ہیں، وہ اُن کا آقا ہو جائے

ایمان کی دولت، دولت ہے جو حشر میں کام آئیگی
سرکار کی مُہرِ محبت سے معمُور خزانہ ہو جائے

قبروں کی بھیانک تاریکی، محشر کے تپتے سُورج کا
کیا حزن ہو اور کیوں خوف رہے جب لطف تمہارا ہو جائے

جب نُور نے ان کو نور کیا اور ہاتھ میں ان کے نُور دیا
پھر نُور سے کیا شئے مخفی ہو، جب نُور کا جلوہ ہو جائے

یہ کتنا آسان نسخہ ہے اللہ کو راضی کرنے کا
بس آپ کا بندہ بن جائے، محبوب خدا کا ہو جائے

اے ربِّ دو عالم جلّ علا، اے رحمتِ عالم صلّ علیٰ
طوفانِ حوادث سے باہر مسلم کا سفینہ ہو جائے

محبُوب کی گلیاں دل میں بسیں جنّت کی تمنا کون کرے
اے کاش محبت کے صدقے دیدارِ مدینہ ہو جائے

اِک چشمِ زدن میں عصیاں کا سب انبار فنا ہو جائے گا

گر حشر کی نفسی نفسی میں اِک اُن کا اشارہ ہو جائے

آنکھیں تو لگی ہیں کعبہ پر دل روضۂ اقدس کا جو ہے

کعبہ بھی اُسی کا کعبہ ہے جو وقفِ مدینہ ہو جائے

گردابِ بلا میں سرگرداں حیران و پریشاں یہ برہاںؔ

صدقے میں تمھاری رحمت کے واصل بہ تمنا ہو جائے

دامانِ رضا کے سائے میں رحمت کا سہارا ہے اُن کی

کیوں برہاںؔ فکرِ فردا ہو جب غوث وسیلہ ہو جائے



تا حشر تمہارے قرآں کا قانون اٹل اور محکم ہے (مصرع طرح)

لولاک ہے جس کی عزّت و شاں وہ ذات حضورِ اکرم ہے
ہے فخر فرشتوں پر جس سے آدم کو یہ وہ ابنِ آدم ہے

یہ ارض و سما، یہ شام و سحر، یہ نجم و کواکب، شمس و قمر
یہ دورِ فلک یہ اُن کا اثر، سب صدقہ شاہِ مکرم ہے

پُرلطف ہوائیں دُنیا کی، پُرکیف اُمیّدیں عقبیٰ کی
پُرنور شعاعیں ایماں کی، سب پرتو نورِ معظم ہے

قانون بنے، ادیان بنے، دُنیا میں وہ پھیلے مٹ بھی گئے
تا حشر تمہارے قرآں کا قانون اٹل اور محکم ہے

اے نورِ مجسم، عرش نشیں، اے ربّ کے امیں، اے ربّ کے قریں
تم لاکھ بشر اپنے کو کہو، کچھ اور گمانِ عالم ہے

وہ عزّت والا تو تم کو عزّت پہ عزّت دیتا ہے
ہے اس میں بندوں کی عزّت اور دشمن کے گھر ماتم ہے

وہ آنِ خدا وہ آنِ خدم، وہ جانِ جہاں وہ آنِ کرم
برہان کی آن و عزّت ہے وہ ذات جو آنِ عالم ہے

محبّت میں ایسے قدم ڈگمگائے (مصرع طرح)

خدا جس کو محبوب اپنا بنائے
یہ بندہ بھی اُن سے محبت بڑھائے

نہ کام آئے گا صرف اللہ پہ ایماں
وہ مومن ہے جو اُن پہ ایمان لائے

اُسی نُورِ رحمت نے دُنیا میں آکر
نشاں ظلمتِ کفر کے سب مٹائے

نہیں اپنی اولاد سے کس کو اُلفت
نہیں کون، دل جس کا دولت پہ آئے

کسوٹی مگر سچّے ایماں کی یہ ہے
ہر ایک چیز پر اُن کا حُبّ غالب آئے

مناہی سے بچ کر اوامر پہ عامل
خُدا کا جو ہو کر خودی کو مِٹائے

بڑا متقی وہ جو ہے اُن کا تابع
محبت کا مرکز وہی بن کے آئے

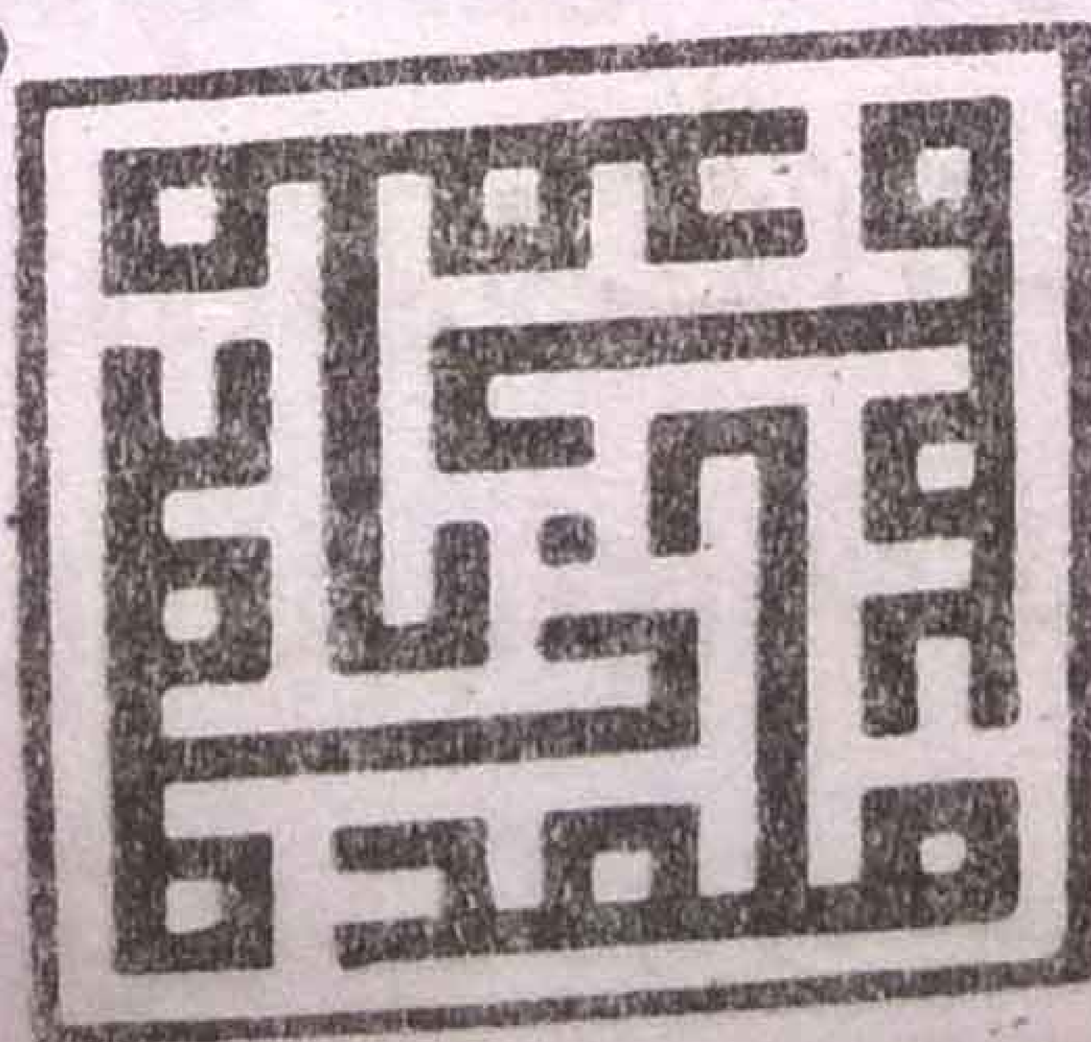
خُدا کو جو چاہے وہ ہو جائے اُن کا
خُدا اس کو محبُوب اپنا بنائے
نہیں فرق محبُوب اور محبّ میں
کہ محبُوب خود ہی محبت جتائے

محبت کی معراج اسریٰ میں دیکھو
کہ حیرت زدہ ہیں سب اپنے پرائے
یہ اسریٰ کے دُولہا کی ہے شانِ عظمت
کہ جبریل ہیں اپنے سر کو جھکائے
وہ برقِ بُراق اک ادنیٰ تڑپ میں
حرم اور اقصیٰ سے سدرہ در آئے
وہاں قاب و قوسین اور لامکاں سے
ندا بار بار اُدنُ احمد ﷺ کی آئے
محبت اور طالب وہی ذات تو ہے
سرِ عرش محبُوب کو جو بٹھائے

تحیّات و صلوٰت کی پیش کش پر
سلام اور رحمت کا مژدہ سُنائے
بشارت یہ اَوْحیٰ اِلٰی عَبْدِہٖ کی
علومِ ازل تا ابد مسکرائے
نہ کیوں غیب کے علم روشن ہوں اس پر
جسے راز اپنے خدا ہی بتائے
فدا ان پہ فرما کے اتمامِ نعمت
جو اس کا ہے وہ سب اُن ہی کا بتائے
لو برہان بن بیٹھا اُن ہی کا بندہ

"محبت میں ایسے قدم ڈگمگائے"

(شعبان ۱۳۷۲ھ)



(مصرعِ طرح) تیری شہرت سُن کے نجدی قبر میں حیراں ہے

نامِ تیرا یا نبی، میرا مفرّحِ جان ہے
تیرے نامِ پاک سے دل میرا شاد ہر آن ہے

یا نبی اللہ اب دیدار دکھلا دو ذرا
ہجر میں اب تو ترے بالکل یہ دل بےجان ہے

جس گھڑی مشکل میں لیوے کوئی تیرا نام پاک
یا رسُول اللہ مشکل اس کی سب آسان ہے

قرب میں اپنے جگہ دی تیرے ربّ پاک نے
واسطہ آدم نے چاہا یہ تو تیری شان ہے

نام کی تیرے ذرا کوئی بے ادبی کرے
دین کا اس کے سراسر حشر تک نقصان ہے

عرش تا فرش شہرت ہے ترے ہی نام کی
تیری شہرت سُن کے نجدی قبر میں حیران ہے

تُو وہ ہے اللہ خود تعریف کرتا ہے تری
اور ترا مدّاح یاں دُنیا میں خود قرآن ہے

تجھ کو ربِّ ذوالمنن نے غیب دانی کی عطا
جو نہ جانے غیب کا عالِم تجھے نادان ہے

یارسول اللہ میری بھی شفاعت کیجئے

یہ تو مانا سارے بندوں پہ تمہارا دھیان ہے

یانبی اللہ میرے ہیں گناہ حد سے سوا
بس تم ہی بخشاؤ بخشاؤ یہ وردِ جان ہے

جو وسیلہ تم سے چاہے اُس کا بیڑا پار ہے
جو نہ جانے تم کو شافع وہ تو بے ایمان ہے

نوح نے طوفان میں یوسف نے ہے زندان میں
رب سے تیرا واسطہ چاہا، یہ تیری شان ہے

واں خلیل اللہ نے آتش سے پائی تھی نجات
اور شفاعت کا تری خواہاں یہاں برہان ہے

ـہ یہ نعت مبارک حضور سرکار برہان الملت برکاتہم القدسیہ کا ابتدائی کلام ہے جبکہ عُمر صرف ۹ سال تھی۔ مسودات سے نقل کی گئی۔ رمضان سلامی

افشائے رازِ واللیل اور عقدۂ والضحیٰ

ا ے سارے عالم میں ہلچل یہ ہونے لگی آج تشریف لاتا ہے ایسا نبی

آرزومند تھا جس کا ہر اک نبی، جس کی پھیلی ضیا آج کی رات ہے

کھل گیا آج عقدۂ والضحیٰ، رازِ واللیل کا آج افشا ہوا

آج صبحِ ولادت ہوئی رونما شب میں شب بے بہا آج کی رات ہے

شانِ واللیل جس لیل میں ہے عیاں، ہوئے اس میں پیدا شہِ انس جاں

صبح جس کی کہ صبحِ ولادت ہوئی وہ شبِ پرضیا آج کی رات ہے

رحمتِ عالمیں جلوہ فرما ہوا موج زن آج ہے بحرِ جود و سخا

مانگ لو جس کو جو کچھ بھی ہو مانگنا شاہدِ مدعا آج کی رات ہے

فرش سے عرش تک مچ رہی ہے دھوم، ہے چہرۂ شیطاں وہابی کا مسموم

بہجت و غم سے دونوں کے مفہوم ہے مولدِ مصطفیٰ آج کی رات ہے

جو خدا کی رضا وہ نبی کی رضا ہے، نبی کی رضا عین رب کی رضا

مانگ برہان جو مانگنا ہو تجھے، پار بیڑا ترا آج کی رات ہے

لہ یہ نعت پاک سرکار برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ کے مسودات سے نقل کی گئی، اس کا مطلع دستیاب نہ ہو سکا۔ رمضان سلامی

سبز گنبد کے مکیں میری مدد فرمائیے (مصرع طرح)

سرورِ دُنیا و دیں میری مدد فرمائیے

رحمت للعالمیں میری مدد فرمائیے

عاصی و خاطی سہی، نادم ہے بہ ہاں آپ کا

یا شفیع المذنبیں میری مدد فرمائیے

کشتیٔ مسلم تلاطم میں پھنسی فریاد ہے

یا انیس المسلمیں میری مدد فرمائیے

مومن ناچار پر ہے اژدہامِ بے کسی

یا معین المومنیں میری مدد فرمائیے

ظلمتوں کا ہے تسلط، پُر خطر ہے راستہ

اے سراج السالکیں میری مدد فرمائیے

میرے اعمالِ سیہ، پھر قبر کی ظلمت غضب

نُورِ انور مہ جبیں میری مدد فرمائیے

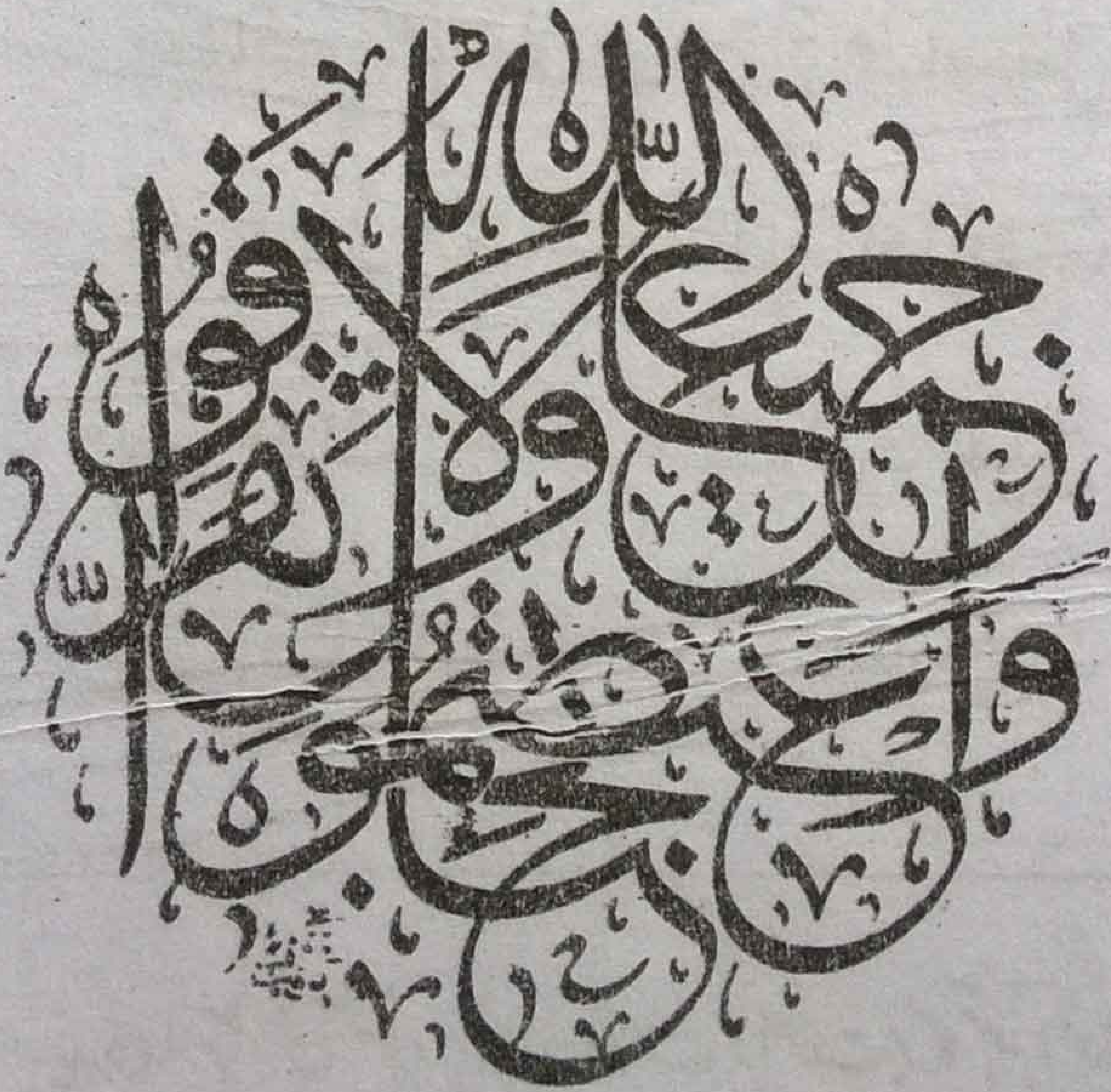
حُسنِ نور افروز سے عالم کو روشن کر دیا

اے حسینوں کے حسیں میری مدد فرمائیے

خستہ دل برہان کب تک صدمۂ فرقت سہے

یا مُرادالواصلین میری مدد فرمائیے

(مارچ ۱۹۲۹ء)



۱؎ سلامِ بحضورِ خیرالانام علیہ التحیۃ والسلام

حضورِ سیّدِ خیرالوریٰ سلام علیک
ببارگاہِ شفیع الوریٰ سلام علیک

روم بسوئے تو بر ہر قدم کنم سجدہ
نوائے قلب شود سیّدا سلام علیک

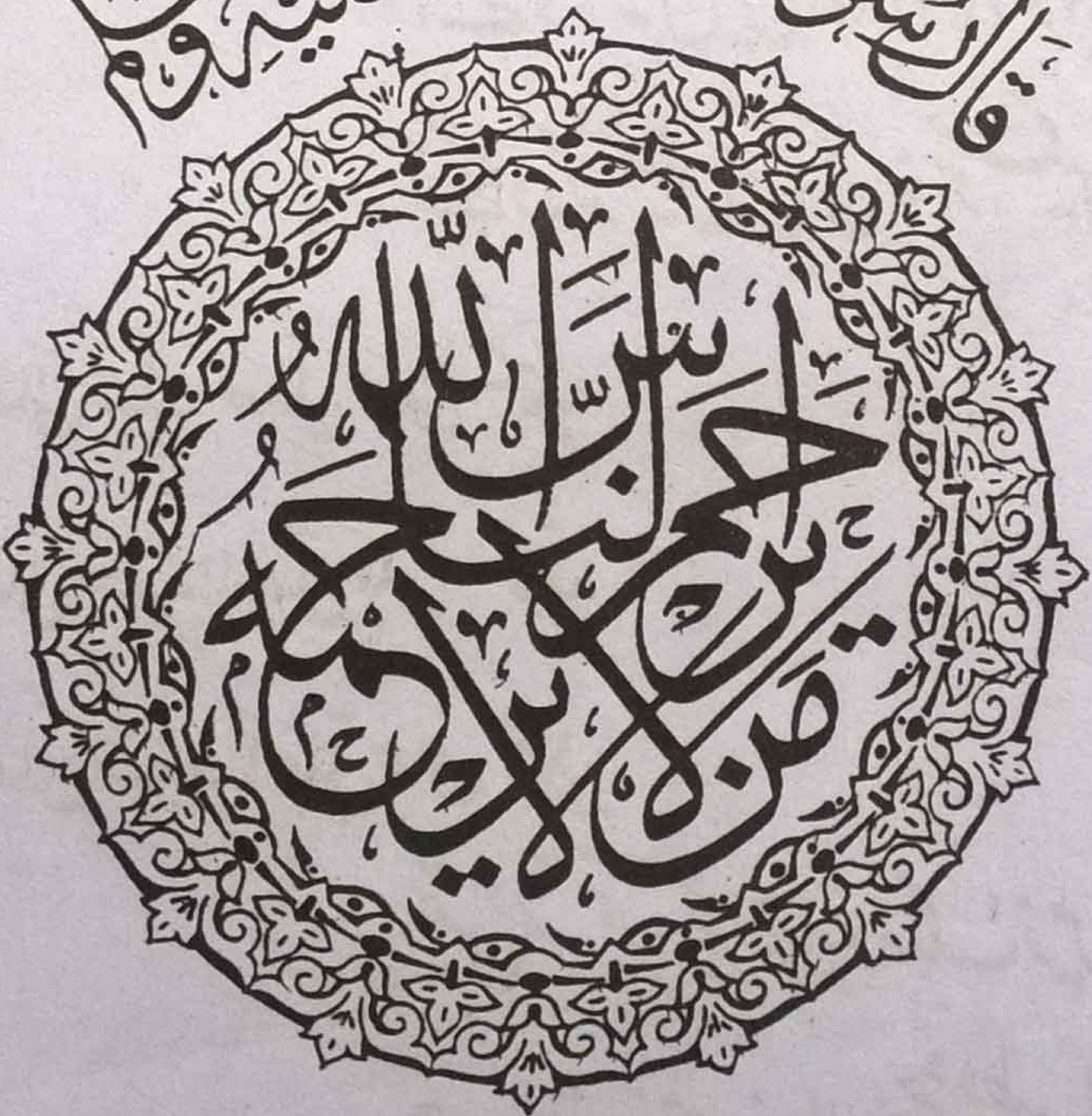
بجز درت نکشائیم بہ ہیچ در بستیم
توئیست قبلۂ حاجاتِ ما سلام علیک

عطاکَ عَمَّ علیٰ کُلِّ ذَرَّۃٍ فامطر
علیٰ غیثَ عطاً من عطا سلامٌ علیکْ

بنورِ علمکَ لاحت کنوزِ تحقیق
بمن نظر بمرحمتِ رضا سلامٌ علیکْ

۱؎ یہ سلام سیدی استادی حضور برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ نے جب پہلی بار جبلپور سے بریلی شریف کا سفر حضور مجدد دین وملت و امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضری کی غرض سے کیا، دورانِ سفر یہ اشعار تحریر فرمائے اور حاجی منشی عبدالغفار صاحب سے امام اہلسنت کے حضور اجازت حاصل

بہ احمدے کہ رضایش ہمہ رضائے خدا ست
بگو ز من بصلاۃ اے صبا سلام علیک
رسی چو بر در احمد رضا بگو . برہاں
بصد ادب بشما مرشدا سلام علیک



ہونے پر پڑھا اور اپنے مخصوص انداز میں سرکار مجدد دین و ملّت نے سلام ختم ہونے کے بعد حضرت برہان الملت مدظلہ العالی کو طلب فرمایا اور اپنا عمامہ شریف مبارکہ کو زیب سر فرما کر اپنی مسرتوں اور دعاؤں سے نوازا۔
اس واقعہ کو پورے طور پر اکرام احمد رضا مصنفہ سرکار برہان الملت میں ملاحظہ فرمائیے۔ رمضان سلامی

درود اور بے شمار درود

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

آگئے وہ کہ جن سے ہے جلوۂ دوجہاں عیاں

آگئے وہ کہ جن میں تھا جلوۂ دوجہاں نہاں

آگئے وہ کہ عظمتیں جن کی نہ ہوسکیں بیاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

شمس و قمر شجر حجر، جنّ و ملک، زمیں فلک

جن و بشر، زمیں زماں، وحش و طیور اور ملک

سب کے جھکیں گے سر جہاں آئے وہ شاہِ دوجہاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ علیٰ شَفِیعِنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

ہادیٔ حق ، رفیقِ حق ، قائلِ حق ، شفیقِ حق

رحمتِ حق ، امینِ حق ، نائبِ حق ، حبیبِ حق

شاہدِ حق ، رسُولِ حق ، رونقِ کون اور مکاں

صَلِّ علیٰ نَبِیِّنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ علیٰ حَبِیبِنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ علیٰ شَفِیعِنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

رحمتیں کائنات پر چھائی ہیں اُن کی ذات سے

نعمتیں سب خدا کی ہیں ، بٹتی ہیں اُن کے ہات سے

قاسمِ نعمتِ خدا ، صاحبِ لطفِ بے کراں

صَلِّ علیٰ نَبِیِّنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ علیٰ حَبِیبِنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ علیٰ شَفِیعِنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

سب کے طبیب ہیں وہی شاہِ لبیب ہیں وہی

حق کے حبیب ہیں وہی حق کے قریب ہیں وہی

حق کے مجیب ہیں وہی حق کے ہوئے جو میہماں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی حَبِیبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی شَفِیعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بارِ گنہ سے دب گیا بن گئی اپنی جان پر
چل کے جھکائیں اب جبیں اُن کے ہی آستان پر
اُن کا ہی نام لب پہ ہو اُن کا ہی نام حرزِ جاں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی حَبِیبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی شَفِیعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

قبر کی وہ اندھیریاں اور گنہ کی تیرگی
حشر کی ہائے کشمکش اور یہ اپنی بے کسی
کون سُنے تیرے سوا، ہائے مری دُہائیاں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ حَبِیبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ شَفِیعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

اُن کا کرم نہ سُن سکا شکوے خطا شعار کے

بُجھتے چراغ جل اُٹھے اُن کے گناہ گار کے

شور ہوا چلو چلو، آئے شفیع عاصیاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ حَبِیبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ شَفِیعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

دیکھ کے سجدہ ریز عرش، سب پہ سکوت چھا گیا

حشر کی دارو گیر میں کچھ تو سکون آگیا

چمکی وہ نُور کی کرن، کم ہوئیں بے قراریاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ حَبِیبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ شَفِیعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

آپ کے لطفِ عام کے، آرزو مند ہیں سبھی

آپ کے لطفِ عام نے بخشی حیاتِ سرمدی
آپ کے لطفِ عام سے دُور ہوئیں بُرائیاں

صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ حبیبنا صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمّدٍ

حُور و ملک تھے با ادب وقتِ ولادتِ حضور
دونوں جہاں چمک اُٹھے آپ کا جب ہُوا ظہور
وجد نواز و کیف بخش تھا وہ دُرود کا سماں

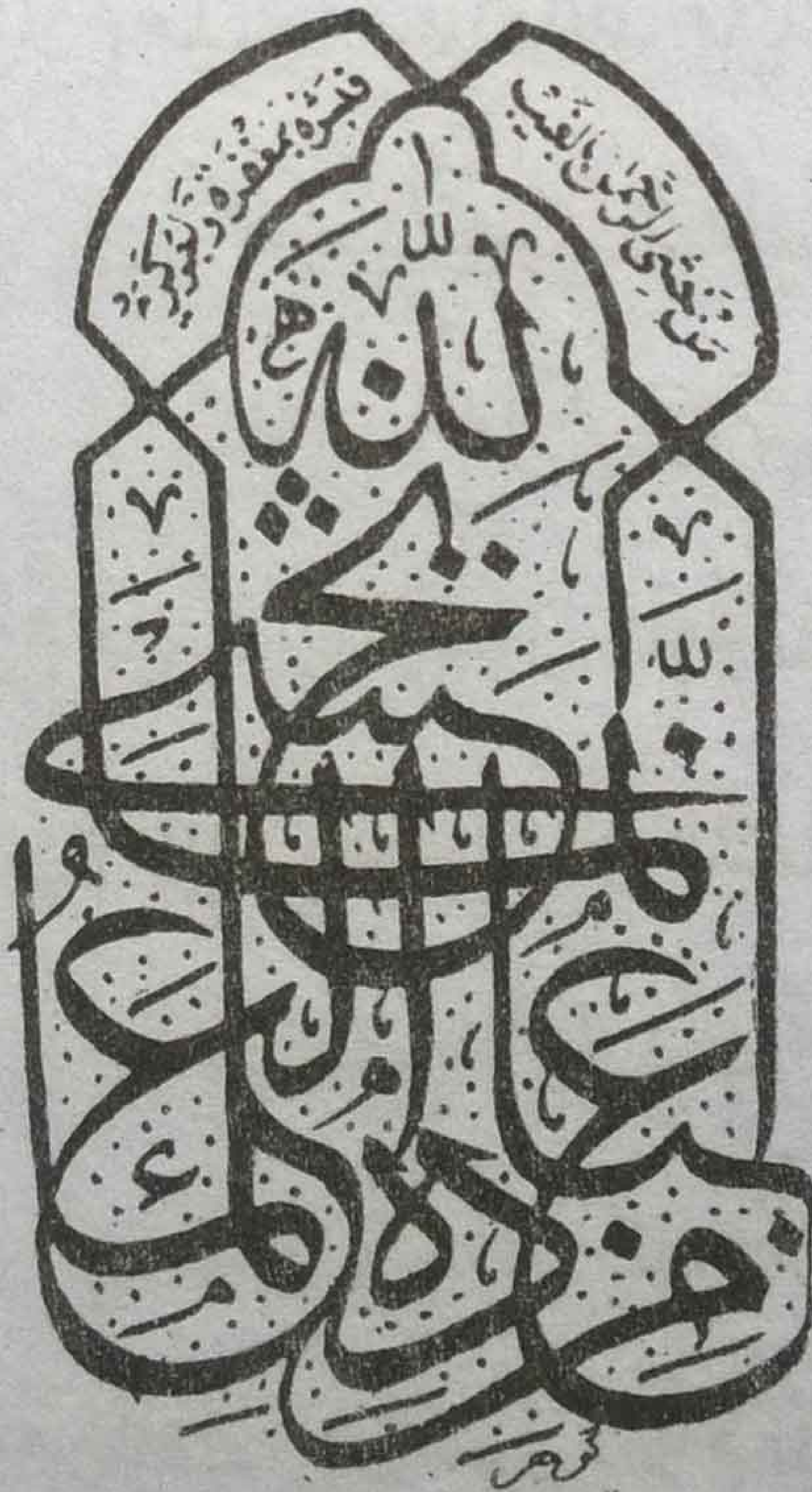
صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ حبیبنا صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمّدٍ

تیرا برہانِ بے نوا ہاتھ میں دامنِ رضا
غرقِ گناہ ہے مگر ہے تو وسیلہ غوث کا
بابِ سلام پر ترے شرم سے سر بر آستاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ



ہدیۂ سلام بحضور سیّد اکرم آقائے نعم صلی اللہ علیہ وسلم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

اپنے کرتوں کو سنبھالو، نفس و شیطاں سے چھڑا لو
اپنا ہی بندہ بنا لو، نارِ دوزخ سے بچا لو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

کفر کے پہلے تھے پھیرے، شرک تھا عالم کو گھیرے
پھیلے جب انوار تیرے، مٹ گئے سارے اندھیرے

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

آپ سے سارا جہاں ہے، آپ کا کون و مکاں ہے
جو عیاں ہے اور نہاں ہے، اُن کی رحمت کا نشاں ہے

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

داورِ محشر کے آگے، پردہ میرا کھُل نہ جائے
اپنے دامن میں چھپالے، میں تیری رحمت کے صدقے

یا نبی سلامُ علیک، یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلامُ علیک، صلوٰۃُ اللہِ علیک

نِعمَۃُ الرّحمٰن تمّت، رحمَۃُ الرّحمٰن عمّت

حِکمَۃُ الرّحمٰن جمّت، ہیں یہ ساعاتِ مسرّت

یا نبی سلامُ علیک، یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلامُ علیک، صلوٰۃُ اللہِ علیک

مخزنِ جود و سخاوت، منبعِ رشد و ہدایت
مرجعِ صدق و عدالت، مالکِ شرع و سیادت

یا نبی سلامُ علیک، یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلامُ علیک، صلوٰۃُ اللہِ علیک

آپ کا برہان احقر، جبہ سا ہے آستاں پر
اے مرے محبوبِ داور، ہو نگاہِ لطف مجھ پر

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

صدق اللہ العظیم

گوہر قلم

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

ہدیہ سلام بحضور بارگاہ صاحب عرش مقام علیہ التحیۃ والسلام

یا نبی سلامٌ علیک، یا رسول سلامٌ علیک

یا حبیب سلامٌ علیک، صلواۃُ اللہ علیک

السلام اے نورِ رحمت، السلام اے شانِ رفعت

السلام اے جانِ ملت، السلام ایمانِ امت

یا نبی سلامٌ علیک، یا رسول سلامٌ علیک

یا حبیب سلامٌ علیک، صلواۃُ اللہ علیک

جبریل آئے ہیں در پر، رب کا کچھ پیغام لے کر

آئے ہیں محبوبِ داورِ حق کے اب مہمان بن کر

یا نبی سلامٌ علیک، یا رسول سلامٌ علیک

یا حبیب سلامٌ علیک، صلواۃُ اللہ علیک

خواب شہ فرما رہے ہیں اور ملائک آ رہے ہیں

تلوے وہ سہلا رہے ہیں، اور یہ کہتے جا رہے ہیں

یا نبی سلامٌ علیک، یا رسول سلامٌ علیک

یا حبیب سلامٌ علیک، صلواۃُ اللہ علیک

برق تھا بُراق کیا تھا، اِک قدم اقصیٰ میں پہنچا
ہر نبی تھا دست بستہ اور زباں پر تھا یہ نعرہ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مالکِ ملکِ شفاعت، سیّدِ یومِ قیامت
نیّرِ بُرجِ سعادت، گوہرِ درجِ سیادت

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

رحمتوں کا تاج اُن کا، دو جہاں پہ راج اُن کا
ساج تھا معراج اُن کا، ربِّ سلّم باج اُن کا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مظہرِ اوّل و آخر، رحمتِ باطن و ظاہر
پیش و پس نگران و ناظر، ہم سلامی کو ہیں حاضر

یا نبی سلامُ علیکَ ، یا رسول سلامُ علیکَ

یا حبیب سلامُ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

بندۂ بے دام ہے برہاں، تھام کر مُرشد کا داماں

شرم سے نالاں و گریاں، اپنی بخشش کا ہے خواہاں

یا نبی سلامُ علیکَ ، یا رسول سلامُ علیکَ

یا حبیب سلامُ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ



ہدیۂ سلام بحضور بارگاہِ عرش اشتباہ سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ عنہ

غوثنا سلام علیک ، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک، محیٔ دیں سلام علیک

آپ محبوب خدا ہیں ، جانشینِ مصطفٰے ہیں

آپ ابنِ مرتضیٰ ہیں ، اور امامِ اصفیاء ہیں

غوثنا سلام علیک ،قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ، محیٔ دیں سلام علیک

آپ قطبِ اولیاء ہیں ، آپ غوث اتقیاء ہیں

صاحبِ صدق وصفا ہیں ، مرجعِ شاہ وگدا ہیں

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ،محیٔ دیں سلام علیک

آپ سب کے مقتدا ہیں، آپ سب کے رہنما ہیں

آپ سب کے پیشوا ہیں، آپ تاجِ اولیاء ہیں

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ، محیٔ دیں سلام علیک

مالکِ ملک ولایت، صاحبِ کشف و کرامت

رہبرِ راہِ ہدایت، کاشفِ اسرارِ قدرت

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک، محیٔ دیں سلام علیک

سالکِ راہِ شریعت، واقفِ رازِ طریقت

گوہرِ بحرِ حقیقت، مظہرِ سرِّ نبوّت

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک، محیٔ دیں سلام علیک

آپ کے دامن کی وسعت، آپ کی منزل کی رفعت

آپ کی ہر شے پہ قدرت، ہم مریدوں پہ ہے رحمت

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک، محیٔ دیں سلام علیک

آپ کے قدموں نے آقا، اولیاء کو اوج بخشا

ہر ولی نے سر جھکایا، آپ کا دیکھا جو رتبہ

غوثنا سلام علیک ،قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ، محئ دیں سلام علیک

آپ کے خدام پُر غم ،آج دُنیا جن سے برہم

ہے ہمارا وِردِ پیہم ، المدد یا غوثِ اعظم

غوثنا سلام علیک ،قطبنا سلام علیک

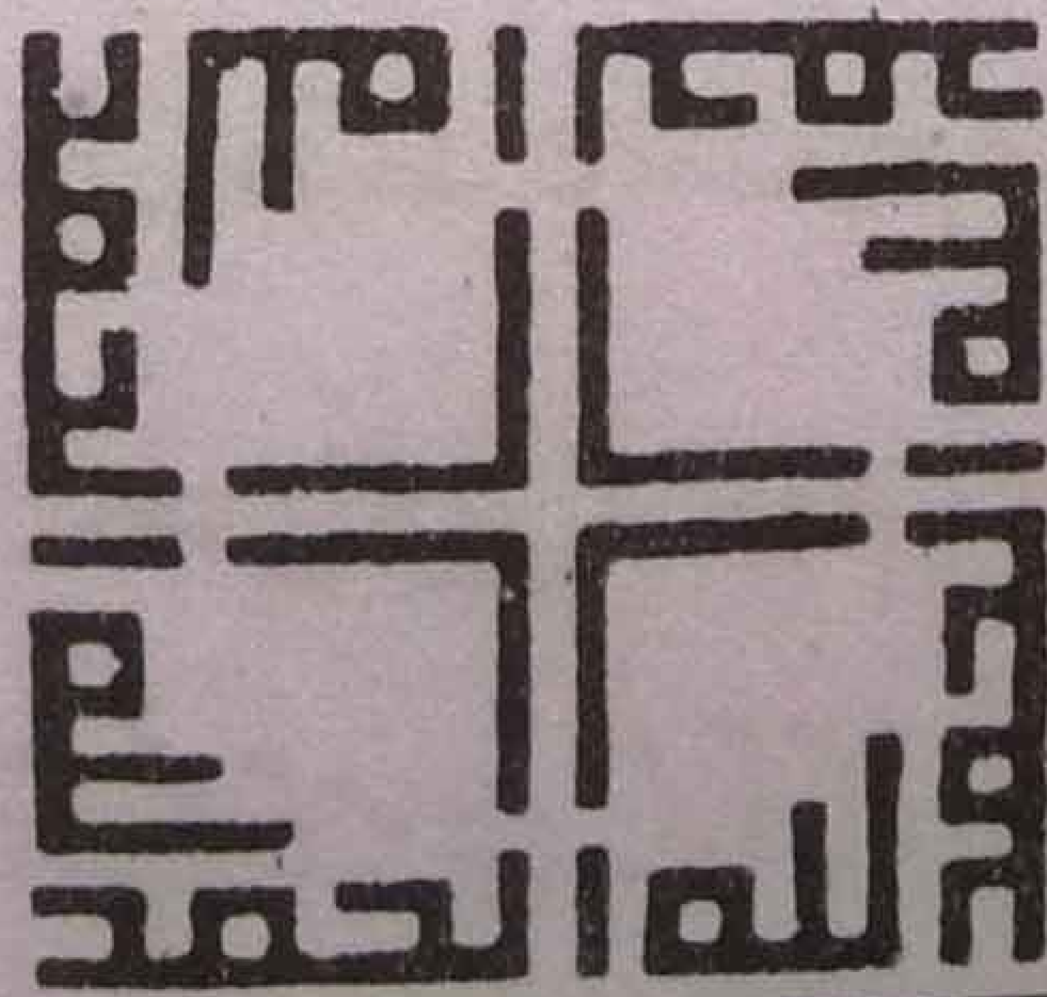
شیخنا سلام علیک ، محئ دیں سلام علیک

سیّد اکرم کا صدقہ ، آپ ہی کا ہے وسیلہ

اور مرے مُرشد کا سایہ پھر کچھ نہیں برہاں کو خطرہ

غوثنا سلام علیک ،قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ، محئ دیں سلام علیک



ا؎ یہ سلام سرکار غوثیت مآب کے حضور جو پیش کیا گیا مسوّدات سے نقل کیا گیا ہے (رمضان سلامی)

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مظہرِ سرِّ وحدت پہ لاکھوں سلام
منبعِ ہر فضیلت پہ لاکھوں سلام
صدرِ بزمِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
تاج دارِ شفاعت پہ روشن دُرود
اُس سراپا ہدایت پہ روشن دُرود
بحرِ جود و سخاوت پہ روشن دُرود
مہرِ چرخِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
گُلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
باعثِ خلقِ کُل، سرورِ محترم
مرکزِ علم و اخلاق و حِلم و حِکم
سیّدِ انبیاء سروِ باغِ کرم
شہریارِ اِرم تاج دارِ حرم

نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم کے آقا پہ دائم دُرود

بے پناہوں کے ماویٰ پہ دائم دُرود

شافعِ روزِ عقبیٰ پہ دائم دُرود

شب اسریٰ کے دُولھا پہ دائم دُرود

نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

جُھک گئے جس کے قدموں پہ شاہوں کے سر

جس کی خاطر کُھلے آسمانوں کے دَر

عرش پر جو ہُوئے شان سے جلوہ گر

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر

نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

نُور سے جس کے ہے خَلق کی ابتدا

ذات والی رسالت کی ہے انتہا

رحمتِ عالمیں، وصف جس کا ہُوا

جس کے زیرِ لِوا آدم و مَن سوا
اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

سیّد اولیں، سیّدِ آخریں
صادق وعد، محبوبِ حق ویقیں
سرورِ انبیاء، خاتم المرسلیں

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

حشر میں جس کو حاصل ہوئی دسترس
بے بسی پر کسی کا نہیں آج بس
بے بسوں کے لیے ذات والا ہے کس
خلق کے دادرس، سب کے فریادرس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

نعمتیں دین و دُنیا کی جس سے مِلیں
ظلمتیں جن سے کفر و طغیاں کی مِٹیں

امن کی جس کے صدقے ہوائیں چلیں
جس کے جلوے سے مُرجھائی کلیاں کھلیں
اُس گُلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

جس کا روئے مبارک ہوا وَالضُّحیٰ
جس کے دنداں سے وَالشَّمس کی ہے ضیا
جس کے گیسو پہ وَاللَّیل صادق ہوا
وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کی ہیبت سے بُت اوندھے مُنہ گر پڑیں
جس کے فرمان پر پیڑ کلمہ پڑھیں
جانور جس کے قدموں پہ سجدہ کریں
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

جس کے سر نورِ حق کا عمامہ بندھا

انبیاء کے جلو میں جو دُولھا بنا
روزِ محشر جو مختارِ مطلق ہوا.
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا بندھا

موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

صدرِ اجلاسِ اقصیٰ پہ روشن دُرود
ساکنِ عرشِ اعلیٰ پہ روشن دُرود
واقفِ رازِ اَوحیٰ پہ روشن دُرود
شبِ اسریٰ کے دُولھا پہ روشن دُرود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

ہم پہ لُطف و کرم کی دُر افشانیاں
نُور و رحمت کی عالم پہ ضو باریاں
بھینی بھینی ہدایت کی گُل پاشیاں
پتلی پتلی گُلِ قدس کی پتّیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

نفسی نفسی کا جس دم ہو ہر سمت دَور
بے بسی پر ہر اک اپنی کرتا ہو غور
دستِ رحمت پہ لے کے شفاعت کا طور
کاش جب محشر میں اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

تو بھی برہان ہو شیخ کا ہم نوا
عیدالاسلام کے ساتھ اس جا کھڑا
جس کی نسبت مرے شیخ نے یہ کہا
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام



المدد غوث اعظم سلامٌ علیک

سیّدی غوث اعظم، سلامٌ علیک
میرے آقائے اکرم، سلامٌ علیک

نام ہے عبد قادر، لقب محیٔ دین
حق کے ہیں سرِ اعظم، سلامٌ علیک

گردنیں اولیاء کی ہیں تیرا قدم

اے ولیٔ معظم، سلامٌ علیک

آپ کے پاک دامن سے جو بندھا
آخرت سے ہے بے غم، سلامٌ علیک

آپ کو جس نے اپنا وسیلہ کیا
آپ ہیں اس کے ہمدم سلامٌ علیک

اپنی قدرت سے بگڑی بنا دیجئے
اے محیٔ مکرّم، سلامٌ علیک

آپ ہی درد کا میرے درمان ہیں
رکھئے زخموں پہ مرہم، سلامٌ علیک

ہم بھلے ہیں، بُرے ہیں تمھارے ہی ہیں
کِس کے دَر جائیں اب ہم سلامٌ علیک

ہم غلاموں کی اب لاج رکھ لیجئے
آج دُنیا ہے برہم سلامٌ علیک

شیئاً للّٰہ یا عبدِ قادر مدد!
ہے مرا وِرد پیہم سلامٌ علیک

ہم پہ ہر سمت سے ہے ہجُومِ اَلم
المدد غوثِ اعظم، سلامٌ علیک

اپنے برہانؔ کو یا غوث کر دیجئے
مستقل اور محکم، سلامٌ علیک

(۱۰ اربیع الآخر ۱۳۷۱ھ)

سلام ببارگاہ فیض مجسم سیّدی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدی غوث اعظم سلامٌ علیک
مُرشد و شیخ عالم سلامٌ علیک
نور فیضِ مجسّم، سلامٌ علیک
میرے آقائے اکرم سلامٌ علیک

سرورِ اولیاء، سرِّ حق کے امیں
ظلِّ شاہِ ہدیٰ، رُوحِ صدق ویقیں
نام ہے عبد قادر، لقب محیؒ دیں
حق کے اے سرِّ اعظم، سلامٌ علیک

ہے، تری پُشت پر دستِ شاہِ اُمم
اور ترے ہاتھ میں غوثیت کا عَلَم
گردنیں اولیاء کی ہیں زیرِ قدم
اے ولئ معظم، سلامٌ علیک

دامنِ پاک سے آپ کے جو بندھ گیا
جو باخلاصِ دل آپ کا ہوگیا

اسمِ عالی کا جس نے وظیفہ کیا
آخرت سے ہے بے غم، سلامٌ علیک

آپ کو جس نے اپنا وسیلہ کیا
آپ سے جس نے کی عرض سیّد!
آپ سے جو بھی طالب مدد کا ہوا

آپ ہیں اس کے ہمدم، سلامٌ علیک

اپنی عظمت کا صدقہ عطا کیجئے
آپ کا بھلا، ہاں بھلا کیجئے
اپنی قدرت سے بگڑی بنا دیجئے
اے محیُ مکرّم، سلامٌ علیک

چار سُو فکر اور غم کے سامان ہیں
اور غلام آپ کے سب پریشان ہیں
آپ ہی سارے دردوں کا درمان ہیں
رکھیئے زخموں پہ مرہم، سلامٌ علیک

یہ بھکاری تمھارے بُرے یا بھلے
جھولیاں خالی لائے ہیں داتا ملے
دامنِ شیخ احمد رضا خاں لیئے

کِس کے در جائیں اب ہم سلامٌ علیک

ہم پہ سرکار والا، کرم کیجئے
ہاتھ خالی ہمارے ہیں بھر دیجئے
ہم غلاموں کی بس لاج رکھ لیجئے
آج دُنیا ہے برہم سلامٌ علیک

التجا تیرے در سے نہیں ہوتی رد
تیرے لطف و کرم کی بھی نہیں کوئی حد
شیئً لِللّٰہ یا عبدِ قادر مدد
ہے مِرا وردِ پیہم، سلامٌ علیک

غیر مسرُور ہیں، اور مجبُور ہم
ہے مسلمان ہی زیرِ مشقِ ستم

ہم پہ ہر سمت سے ہے ہجومِ الم
المدد غوث اعظم، سلامٌ علیک

در پہ ہر دم جھکا ہو، وہ سر دیجئے
میرے دامانِ خالی کو بھر دیجئے
اپنے بُرہاںؔ کو یا غوث کر دیجئے
مستقل اور محکم سلامٌ علیک

(۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۲ھ)



حقیقتِ معراج

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ و آلہ

کہا جبریل نے باادب، کہ خدا نے تمہیں کیا طلب

ہے تمہارے نور کا جلوہ سب، کہ تم ہی تو ہو اِک حبیبِ رب

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ و آلہ

کیا چاک سینۂ پاک کو، کیا صاف قلب بے باک کو

ہوا حکم ہفتِ افلاک کو، کہ اُن ہی پہ ہے فخر بس خاک کو

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ و آلہ

جو براق لے کے ہُوا رواں، تو عجیب لُطف رہا وہاں

وہ براق تھا جو ابھی یہاں، فقط ایک جھپک میں گیا کہاں

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ و آلہ

چلے لامکاں کو مکاں سے جب، بکمالِ شوق لقائے رب

تھے پرے جمائے فرشتے سب، تھا زباں پہ اُن کی بصد ادب

بلغ العلیٰ بکمالہٖ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ، صلوا علیہ وآلہٖ

گئے کعبہ سے جو وہ قدس تک، تو زمانہ سارا گیا چمک

ہوا نُورِ ارض سے تا فلک، ہوا محوِ دید ہر اِک ملک

بلغ العلیٰ بکمالہٖ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ، صلوا علیہ وآلہٖ

وہاں منتظر تھے سب انبیاء، پئے خیر مقدم مصطفیٰ

تھے وہ مقتدی تو یہ مقتدا، سُنا سب نے خطبہ حضور کا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ، صلوا علیہ وآلہٖ

گئے بیتِ قدس سے جو مصطفیٰ، تو تھا پل میں سدرۃ المنتہیٰ

کہا جبرئیل نے سیّدا، کہ ہے آگے رستہ حضور کا

بلغ العلیٰ بکمالہ ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ ، صلوا علیہ وآلہ

یہاں رفرف آپ کے زیر پا ، وہاں سب حجاب دیئے اٹھا

چلی آرہی تھی یہی صدا ، کہ قریب آمرے مصطفٰے

بلغ العلیٰ بکمالہ ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ ، صلوا علیہ وآلہ

سرِ عرش جلوہ گناں ہوئے، شبِ تار نور فشاں ہوئے

وہ ورائے کون ومکاں ہوئے، تو فرشتے زمزمہ خواں ہوئے

بلغ العلیٰ بکمالہ ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ ، صلوا علیہ وآلہ

ہوئے دو کماں سے قریب تر، تو ادب کے ساتھ اٹھی نظر

یہاں عبدیت تھی کمال پر، اور علوم حق کے کھلے تھے در

بلغ العلیٰ بکمالہ ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ ، صلوا علیہ وآلہ

تھی یہاں سے پیش تحیتیں تو عطا وہاں سے تھیں رحمتیں
ملی وہ حبیب کو برکتیں، کہ تمام بخش دیں نعمتیں

بلغ العلیٰ بکمالہٖ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ، صلو علیہ وآلہٖ

جو رضائے احمدِ مجتبیٰ، وہ رضائے خالقِ کبریا
یہ ہے شانِ رفعتِ مصطفیٰ، کہ نہ کوئی حد ہے نہ انتہا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ، صلو علیہ وآلہٖ

وللہ المشرق والمغرب

غریبی جی اُٹھی، لیجئے غریبوں کا وہ یار آیا (مصرع طرح)

زباں پر اس لئے صلّ علیٰ بے اختیار آیا
کہ دل میں نامِ پاک سیّدِ عالی وقار آیا

تصوّر میں مرے محبوب کا پیارا دیار آیا
جہاں میں جس گھڑی وہ رحمتِ پروردگار آیا

منادی مژدہٗ آمد، دو عالم میں پکار آیا

غریبی جی اُٹھی، لیجیے غریبوں کا وہ یار آیا

زمین سے عرش تک اِک دُھوم ہے تشریف لانے پر
سلاطیں سر بسجدہ ہوں گے جس کے آستانے پر

دو عالم کا وہ ملجا اور ماویٰ شہریار آیا
نہ مَیں دوزخ سے خائف ہوں نہ خواہاں ہُوں مَیں جنّت کا

سِوا محبُوب کے کیا چاہیے، دیوانہ محبت کا
اُسے تو مِل گیا سب کچھ جو مولا کا دیار آیا

مٹائے ہوش بھی اُن کی محبت میں فنا ہو کر
فِدا لاکھوں خرد ایسے جنونِ ہوش پرور پر

کہ فوراً سر بسجدہ ہو گیا جب کوئے یار آیا

جہنّم کی تپش سے سینۂ گستاخ بریاں ہے

عداوت سے وہ سوزاں اور ہیبت سے وہ لرزاں ہے

کہ اس کو "یا رسول اللہ" سُنتے ہی بخار آیا

تمیزِ خیر و شر میں نفس اَمّارہ جو حائل تھا

وہ اپنی معصیت کی لذتوں میں مست و غافل تھا

کھلی اس وقت آنکھیں جس گھڑی روزِ شمار آیا

سرِ محشر عجب ہنگامۂ نفسی بپا دیکھا

ہر اک کو اپنے اپنے فکر و غم میں مبتلا دیکھا

تلاشِ یار میں ہر اک نفس با حال و زار آیا

سرِ محشر مِرے مولیٰ کی یہ شانِ جلالت ہے

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو شفاعت کی اجازت ہے

جو آیا "یا رسُول اللہ" کی کرتا پکار آیا

جلالِ ربّ، تلاشِ دوست، دل خائف کہاں جائے

پریشاں تھا کہ زیرِ عرش سجدے میں نظر آئے
بحمد اللہ دل کی بے قراری کو قرار آیا

سوادِ چشم میں، پُر نور پیشانی پہ جو چمکے
وہ زُلفیں عنبریں مشکیں، رُخِ انور کے وہ جلوے
کہ جن کے واسطے وَاللَّیل آیا وَالنَّھار آیا

نمایاں ایک میں ہی ہوں گنہگارانِ اُمت میں
مری قسمت ہی کھُل جائے جو محشر میں وہ فرمادیں
کہ وہ برہان رضوی ایک میرا جاں نثار آیا



ا مصرعہ طرح "بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا"

اس پر نعت شریف پہلے درج ہو چکی۔ حضور سرکار برہان الملت دامت برکاتہم العالی کی خدمت میں اسے مثلث فرمانے کی درخواست کی گئی جو منظور ہوئی اور وہ مثلث یہاں درج کی گئی۔ (رمضان سلامی)

(ترجیع بند) برائے استمداد جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بہت بے بس بہت بے کس ہیں اب ہم
نہیں ہے آج، اپنا کوئی ہمدم
عدو ہے بر سرِ آزار ہر دم
مدد للہ اے سرکارِ عالم!

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم!

زبس ناکارہ و بدکار ہیں ہم
سراپا معصیت کردار ہیں ہم
بد ہیں ذلیل و خوار ہیں ہم
مگر بندے ترے سرکار ہیں ہم

زمہجوری برآمد جانِ عالم

ترحّم یا نبی اللہ ترحّم!

نہیں دُنیا میں اب کوئی ہمارا
ہمیں ہے آپ ہی کا اِک سہارا

تحمّل کا نہیں اب ہم میں یارا
ہمارے آپ ہیں اور آپ کے ہم
زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یانبی اللہ ترحّم!

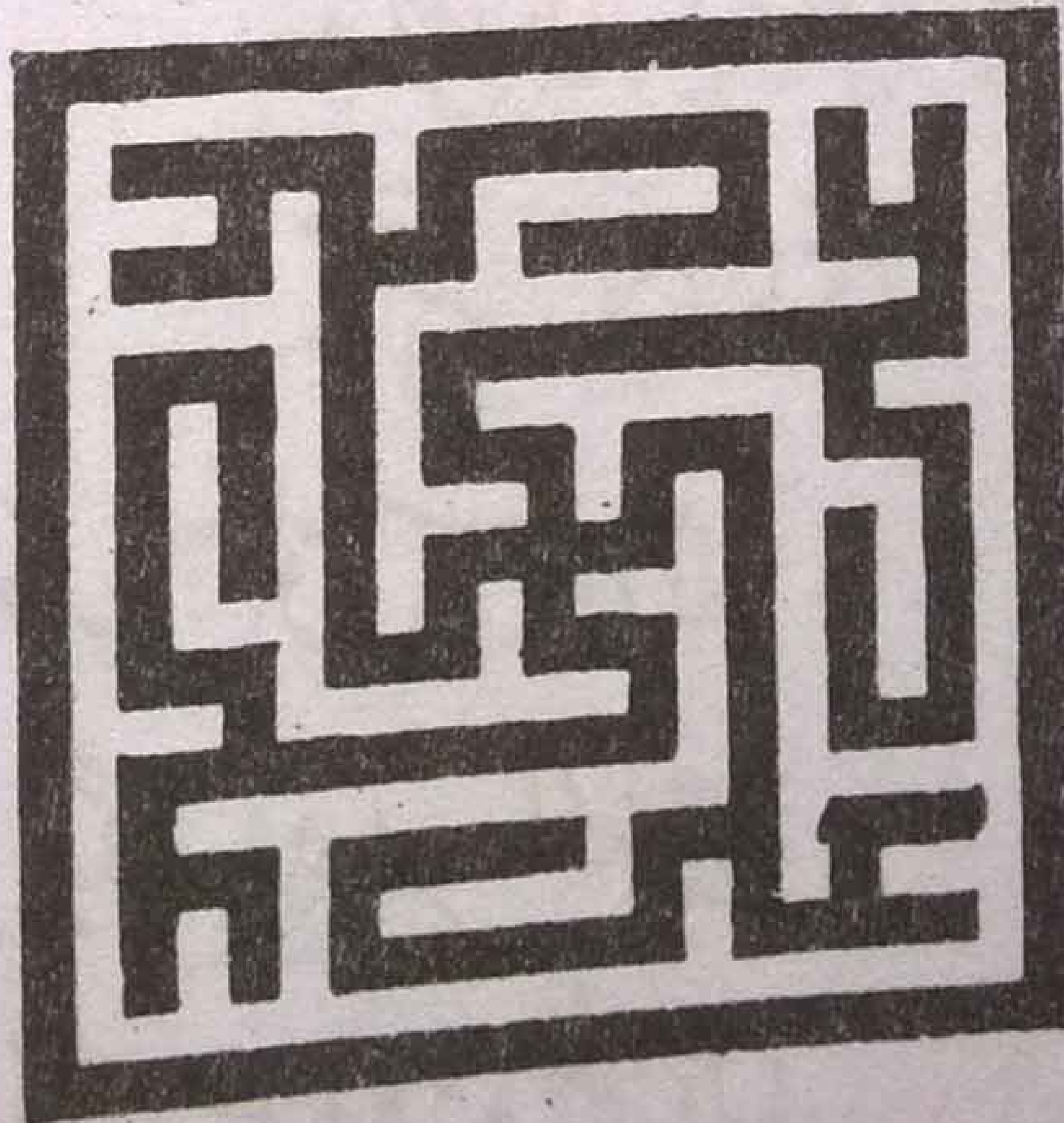
یہ مانا ہم بہت سرکش ہیں مولا.
ترے احکام کی کچھ نہ پروا
ہُوئے اپنے ہی کرتُوتوں سے رسوا
خود اپنے آپ سے بیزار ہیں ہم
زمہجوری .برآمد جانِ عالم
ترحّم یانبی اللہ ترحّم!

مسلماں ہر جگہ مشقِ ستم ہیں
مسلماں ہر جگہ وقفِ الم ہیں
مسلماں ہر جگہ مصروفِ غم ہیں
ترے بندوں پہ یہ بیداد پیہم!

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یانبی اللہ ترحّم!

تم ہی نے تو ہمیں ایمان بخشا
تم ہی نے تو کیا بخشش کا وعدہ
شفاعت کا تمہارے سر ہے سہرا
تم ہی مہجور برہاں کے ہو ہمدم

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یانبی اللہ ترحّم!



منقبت سلطان الھند سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ وارضا عناہ

سرکار کرم کے صدقہ میں خواجہ کا روضہ دیکھ لیا
خواجہ کی غریب نوازی کا دربار میں نقشہ دیکھ لیا

سرکار میں جھولی پھیلا کر، مانگو تو کیا کچھ پاؤ گے
اللہ کے فضل و رحمت سے دیتے ہیں خواجہ دیکھ لیا

جو لے کے تمنا آتا ہے، وہ لے کے مُرادیں جاتا ہے
اندازِ طلب بھی دیکھ لیا، اندازِ عطا بھی دیکھ لیا

رحمت کے خزانے بھی بے حد، خواجہ کی سخاوت بھی بے حد
دیتے تو نہیں دیکھا ہے مگر، دامن جو بھرا تھا دیکھ لیا

دربار معینی سے بے شک، محروم رہا جو مُنکر تھا
کتنے ہی تمنا والوں کو واصل بہ تمنا دیکھ لیا

مسکین و تونگر سب یکساں، جذبات سے کھنچتے آتے ہیں
اِک قبر میں سونے والے کا انسانوں پہ قبضہ دیکھ لیا

عشّاق کا مجمع روضہ پر، پروانوں سا اُمڈا آتا ہے
کیا شمع جمالِ انور ہیں سرکار کا روضہ دیکھ لیا

جس نُور کا جلوہ کعبہ اور طیبہ کو منوّر کرتا ہے
بغداد میں اور اجمیر میں بھی اُس نُور کا جلوہ دیکھ لیا

جتنے بھی ولی ہیں عالم میں، اغواث بھی ہیں، اقطاب بھی ہیں
ہر غوث و ولی، ابدال پہ ہے فیضانِ مدینہ دیکھ لیا

ایک دُھوم ہے اللہ والوں کی، اِک شور مچا ہے ہاہُو کا
نیکوں کے سبب بدکاروں پر، انعام ولی کا دیکھ لیا

مردوں کے ہجوم بے حد میں، ہیں عورتیں بھی اور بچے بھی
تہذیب و حیا کا خوں ہم نے ان آنکھوں سے ہوتا دیکھ لیا

اس پر بھی کرم نے خواجہ کے محروم کسی کو کب چھوڑا
روتے ہوئے آنے والے کو ہنستا ہُوا جاتا دیکھ لیا

ا؎ بُرہان پر بھی، حامد پر بھی، حافظ پہ علی احمد پر بھی
اور جان محمد اور ضیاء پر نوری کا صدقہ دیکھ لیا

ا؎ اس شعر میں جو اسماء گرامی آئے ہیں ان کی نسبتیں اس طرح ہے

حامد: مولانا مولوی محمد حامد احمد صاحب صدیقی خلف اصغر حضرت برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ

حاضر بھی ہوئے چادر تھامے، بوسے بھی لئے طواف کیا

مانگی بھی دُعا ہر ہاں پہ کرم تھا غوث و رضا کا دیکھ لیا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ: حافظ شیخ منوّر صاحب

علی احمد: حاجی منشی علی احمد صاحب

جان محمد: جان محمد صاحب ساکن کٹنگی حال مقیم پیشِ امام جامع مسجد پاٹن

ضیاء: ضیاءالدین صاحب (گھڑی ساز) پنجابی پورہ خادم وہمراہ سفر حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

نوری: حضور سیدی مولائی مولانا مصطفٰے رضا خان نوری مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

(رمضان سلامی)

عید قادریہ غوثیہ ۱۳۷۸ھ

ے گلِ بوستانِ نبی غوثِ اعظم (مصرعِ طرح)

خدا ہے تمہارا ولی غوثِ اعظم
ہوئے تم خدا کے ولی غوثِ اعظم

حبیبِ خدا کے ہو نُورِ نظر تم
تمام اولیاء کے ولی غوثِ اعظم

مِلی تم کو قدرت، کرامت کی کُنجی
ولایت کی شاہنشہی غوثِ اعظم

ہوئے نکہتوں سے معطّر دو عالم
گُلِ بوستانِ نبی غوثِ اعظم

تناوں سے جس مُرغ کو بخشی عزّت
عطا کی اُسے زندگی غوثِ اعظم

لیا دوش پر اولیاء نے بہ عزّت
تمہارا اقدم سیّدی غوثِ اعظم

گناہوں کی وسعت، محیط دو عالم
ہر اک شے پہ ہے آگہی غوثِ اعظم

تمہیں جس نے "یاغوث" کہہ کر پکارا
مُراد اس کی پُوری ہوئی غوثِ اعظم

تمہارے جو خدّام ہیں چاہتے ہیں
وسیلہ تمہارا سبھی غوثِ اعظم

بإخلاصِ دل تم کہو تو اَغِثنِیْ
نہ فرمائیں گے رد کبھی غوثِ اعظم

سروں پر غلاموں کے سایہ فگن ہے
تمہارا کرم ہر گھڑی غوثِ اعظم

میسّر ہو مجھ کو تمہارے کرم سے
درِ پاک کی حاضری غوثِ اعظم

مرے چشم و لب ہوں تمہارا ہو روضہ
یہ ہے آرزوئے دلی غوثِ اعظم

دکھا دو کبھی خواب میں اپنا جلوہ
کہ کِھل جائے دل کی کلی غوثِ اعظم

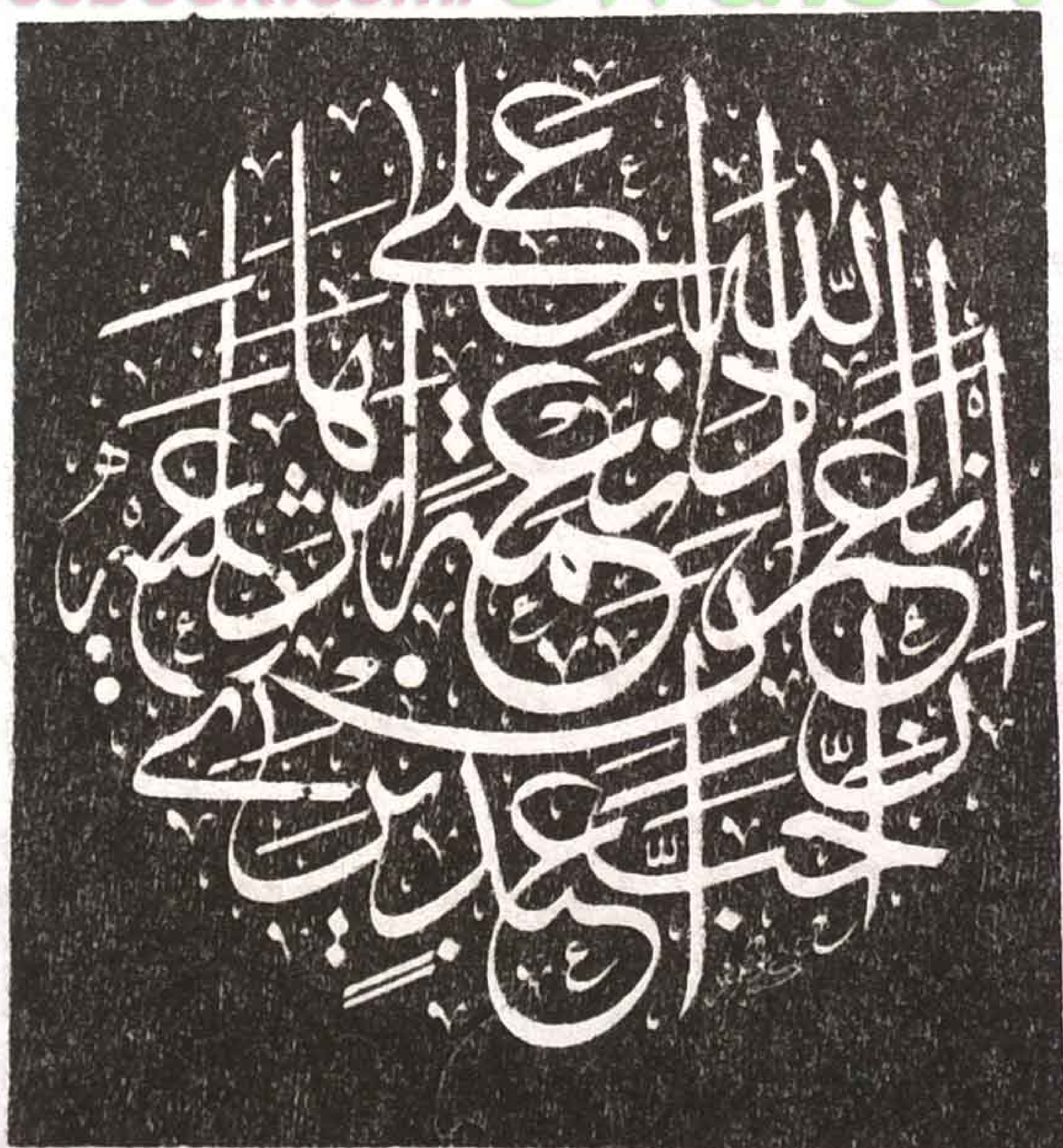
زباں ملتجی اور دل میں اُمیدیں　　نہ رہ جائے دامن تہی غوثِ اعظم

تمہارا تو بندہ ہوں مجھ کو سنبھالو　　بُرا یا بھلا کیسا بھی غوثِ اعظم

گئی اس کی دُنیا بھی اور آخرت بھی　　کرے تم سے جو دشمنی غوثِ اعظم

غلامِ درِ قدس برہان رضوی

ہے خواہانِ درگہ رسی غوثِ اعظم



۱؎ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء عیسوی یوم شنبہ بعد نمازِ عشاء مجلس مناقب (مشاعرہ) غوثیہ میں جناب نور محمد شاہ صاحب کے یہاں پڑھی گئی۔

(درمضان سلامی)

(مصرع طرح)

بیٹھے ہیں ٹھنڈے سائے میں کوئی ہمیں اُٹھائے کیوں

غوث کے در کو چھوڑ کر غیر کے در پہ جائے کیوں
ٹکڑوں پہ جن کے ہے پلا اُن کا دیا نہ کھائے کیوں

تیری گلی کا سنگ بھلا، راہ سے تیری جائے کیوں
ناز کا ہے پلا ہُوا، جھڑکیاں سب کی کھائے کیوں

یُوں تو عطا پہ ہے عطا، یاں ہے سوا خطا کے کیا
تیرا کرم ہے قادرا، پھر مجھے شرم آئے کیوں

تیرا کرم ہے موجزن، نار سے پھر ہو کیوں محن
تیرے ہی لُطف سے ہے امن، آگ ہمیں جلائے کیوں

ہم تو ترے فقیر ہیں غیر کا خوف کیوں کریں
بیٹھے ہیں ٹھنڈے سائے میں کوئی ہمیں اُٹھائے کیوں

سایۂ مصطفےٰ ہیں آپ، رحمتِ کبریا ہیں آپ
سب پر ہے آپ کا کرم، ہم کو بھلا بھلائے کیوں

فیضِ رضا سے دوستو، برہانؔ کی نظم کو سُنو
سینے پہ دشمنوں کے آج برچھی سی چبھ نہ جائے کیوں

۹ رجب المرجب ۱۳۸۴ ہجری

اجمیر مقدس میں فجر کی نماز اور غسل کا نظارہ

رجب کی نو (۹) ہے اور خواجہ کا یہ دربارِ عالی ہے

یہاں کی ہر ادا وقت سحر ہی سے نرالی ہے

نگہ عشّاق کی روضہ کے دروازوں سے وابستہ

تلاوت میں کوئی ضربات اللہ ھُو میں وارفتہ

کہیں تو نعت کی مجلس میں زور و شور صَلُّوا ہے

کہیں قوال کے نغموں میں پیدا شور ہا ہُو ہے

کہیں گانے کا اور قوّالیوں کا شور برپا ہے

کوئی سر دُھن رہا ہے وجد میں کوئی تھرکتا ہے

سماں پیدا کیا وجد آفریں نغمے نے سازوں کے

تو حال و قال میں ہُو حق ہیں نعرے نعرہ بازوں کے

کمر جنبش میں ہے اور دونوں ہاتھوں میں ہے پیچ و خم

جُھکا ہے سر زباں پر لفظ یا خواجہ ہیں آنکھیں نم

اذانِ فجر نے ساری فضا ہی کو بدل ڈالا

نہ وہ نغمے نہ قوالی نہ اب وہ شور باقی تھا

وہ ہیبت چھائی توحید و رسالت کی ہر اِک دل پر

صدا تکبیر د توحید و صلوٰۃ آئی ہر اِک لب پر

کھڑے ہیں دست بستہ صف بہ صف سب کی عبادت ہیں

نہیں اس وقت کچھ بھی فرق غربت میں امارت میں

وہ ہے رحمت کی بارش گنبد پُر نور خواجہ پر

منوّر ہو رہے ہیں دل شعاعیں نور کی لے کر

نمازِ فجر کی قرأت میں محویّت وہ طاری ہے

خیالِ ماسوا اللہ سے دل سب کا خالی ہے

سمجھنا چاہتے ہو فلسفہ گر تم اطاعت کا

تو آ کر دیکھ لو منظر جماعت سے عبادت کا

خشوعِ قلب میں ہر اِک مُصلّی کی یہ حالت ہے

نہ جنبش لب پہ نہ اعضاء میں اُن کے کوئی حرکت ہے

رکوع و سجدہ و قعدہ میں وہ جس وقت جاتے ہیں

عبادت میں اطاعت کو حقیقت کر دکھاتے ہیں

سلام آخری جس دم امامِ فجر نے پھیرا

عجب اِک شور الااللہ کا درگاہ میں اُٹھا

اُمنڈتے آرہے ہیں ہر طرف پروانے خواجہ کے

کھڑے ہیں لے کے جھاڑو ہاتھ میں دیوانے خواجہ کے

یہ یومِ غسُل ہے عطر و گلاب و کیوڑہ لاکر

کوئی باہر کھڑا ہے اور کوئی درگاہ کے در پر

کہیں ہے بہشتیوں کا شور مشکیں پیٹھ پر لادے

کوئی کہتا ہے بیٹا بالٹی پانی کی اِک لادے

ہے سب کو انتظارِ ابتداء غسُل مرقد کا

ابھی روضہ کا بالکل بند ہے ہر ایک دروازہ

وہ آئی غسُل کی ساعت وہ اُٹھا شور یا خواجہ

ہر اِک ذرّہ سے تھا آوازۂ پُر زور یا خواجہ

در و دیوارِ روضہ اور ستون فرش میں باہر

گلاب و عطر کو ڈالا گیا ہے گوشہ گوشہ پر

کوئی رومال وچادر سے کوئی دامن سے کرتوں سے
توکوئی ریشمی دستی کوئی کشمیری شالوں سے
درودیوار روضہ کی نمی کو جذب کرتا ہے
مُبارک غُسل کے چھینٹوں سے اپنی گود بھرتا ہے
عجب پُرلطف منظر غسُل کا باہر نظر آیا
کہ ہر دیوانہ جھاڑو ہاتھ میں لے کر نظر آیا
کُھلے مَشکوں کے مُنہ اور صحن میں پانی ہی پانی تھا
وہ پانی نذر کا اور مَنَّتِ خواجہ کا پانی تھا
اگرچہ صُبح کے ہونے میں کافی دیر ہے باقی
درِ خواجہ پہ لیکن ہے جُھکی ہر اِک کی پیشانی
طلوعِ صبحِ صادق کا عجب پُرکیف منظر تھا
نزولِ رحمتِ حق کا سماں کیا رُوح پرور تھا
رجب کی نوؔ (۹) ہے اور خواجہ کا یہ دربارِ عالی ہے
یہاں کی ہر ادا وقتِ سحر ہی سے نرالی ہے

ؔ یہ منقبت مسوّدات سے نقل کی گئی۔ (رمضان سلامی)